SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, the 17th July, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at 5.45 of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ط
قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ اَلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ط اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ
الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝
كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ
الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ط قُلْ هُوَ رَبِّيْ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝

(سورہ الرعد : ۲۷ تا ۳۰)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, the 17th July, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at 5.45 of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ط
قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ط اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ
الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝
كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ
الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ط قُلْ هُوَ رَبِّيْ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝

(سورہ الرعد : ۲۷ تا ۳۰)

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ترجمہ:

اور جو کافر ہیں کہتے ہیں کہ ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اُترا۔ آپ کہہ دیجئے کہ واقعی اللہ گمراہ رکھتا ہے جسے چاہتا ہے اور راہ دکھا دیتا ہے اسے جو اس کی طرف رجوع کرے۔ یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے انہیں اطمینان ہوگیا۔ خوب سن لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو ہی جاتا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے خوشحالی اور خوش انجامی ہے اسی طرح ہم نے آپ کو ایک امت میں بھیجا ہے۔ جس کے قبل بھی امتیں گزر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو وہ کتاب پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ پر وحی کی ہے مگر وہ لوگ رحمٰن کے ساتھ کفر ہی کر رہے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے وہی میرا پروردگار ہے کہ کوئی معبود نہیں اس کے سوا، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف مجھے واپس جانا ہے۔

(سورہ الرعد ۲۷ تا ۳۰)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جزاک اللہ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اب رخصت کی درخواستیں لیتے ہیں ۔

جناب سلیم سیف اللہ خان بیرون ملک گئے ہوئے ہیں ۔ اس لئے انہوں نے ایوان سے ۱۲ ؍ تا ۱۷ ؍ جولائی مزید رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں ۔

آوازیں : وہ آج آگئے ہیں ۔

جناب سلیم سیف اللہ خان : جناب میں آگیا ہوں ۔

جناب چیئرمین : اچھا آج آگئے ہیں ۔ پچھلی چھٹی منظور کیجاتی ہے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب جمال سید میاں صاحب ناسازی طبع کی بنا پر ایوان میں ۹ تا ۱۲ ؍ جولائی شرکت نہیں کر سکے ۔ اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ انکی رخصت منظور کرتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنی ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۱۷ ؍ تا ۲۱ ؍ جولائی رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ انکی رخصت منظور کرتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب محمد ابراہیم بلوچ صاحب نے ایک ضروری کام کی بناء پر ایوان سے ۱۷ ؍ تا ۱۸ ؍ جولائی رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا ایوان انکی رخصت منظور کرتا ہے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman : I think we continue the discussion on the admissibility of the three privilege motions moved by Mr. Muhammad Tariq Chaudhry, Mr. Javed Jabbar and Prof. Khurshid Ahmed.

Mr. Javed Jabbar : May I just make an observation. Sir, certain Members of the House were under the impression that this debate on admissibility would be taken up on next official business working day, and not on Private Members Day because this is what you did last time. I just want to point this out.

Mr. Chairman : It is entirely upto the House. I am available either way.

Mr. Javed Jabbar : Well it is entirely upto the House and to yourself.

Mr. Chairman : Mr. Wasim Sajjad, what is your view?

Mr. Wasim Sajjad : I think, Sir, it might be better if we take up Private Members' business today.

Mr. Chairman : All right. Then we postpone it and take up Private Members business.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Are there no adjournment motions, Sir?

Mr. Chairman : There would be adjournment motions.

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Chairman : Well, the first motion stands in the name of Qazi Abdul Latif. This refers to the clash between the law enforcing agencies and the armed tribes of Kokekhel as a result of which 17 people are reported to have lost their lives and dozen of others had sustained injuries. The clash took place I think sometime in April and it has been overtaken by events subsequently.

The mover is also not present. So, we drop it. The next is also in the name of Qazi Abdul Latif, dated 20th April, 1988.

This incident which refers to the explosion in ammunition dump near Chaman also took place in April, 1988 Since then I think, a great deal of water has flown down the brige and the problem is no longer that urgent as the honourable Member may have thought at the relevant time. So, we drop this one also.

The next is in the name of Mr. Muhammad Tariq Chaudhry on the reported "Airspace violation by Indian planes over Skardu." This is adjournment motion No. 6, dated 24th April, 1988.

جناب چیئرمین : جناب محمد طارق چوہدری سے مخاطب ہوکر - جی آپ اس
کو move کرنا چاہتے ہیں ؟

(i) *Re* : AIRSPACE VIOLATION BY INDIAN PLANES OVER SKARDU.

<u>جناب محمد طارق چوہدری</u> : جی یقیناً - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ میں تحریک کرتا ہوں کہ قومی اہمیت کے حامل اس دفاعی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ سکردو پر بھارتی جنگی طیاروں کی پرواز کے سبب اس علاقے میں عوام میں بہت خوف و ہراس پایا جاتا ہے ۔ دشمن ملک کے طیاروں کی پاکستانی حدود میں بلا روک ٹوک اور بلا اشتعال اس قسم کی کارروائی عوام کے لئے پریشانی اور عدم تحفظ کا باعث بنتی ہے ۔ لہذا اس مسئلے پر بحث کی جائے تاکہ یہ معزز ایوان اس قسم کی کارروائیوں کی روک تھام کے لئے مناسب حل تجویز کر سکے ۔

Mr. Chairman : Is it being opposed?

Mr. Mahmood A. Haroon : Opposed.

<u>جناب چیئرمین</u> : آپ تشریح کریں پھر ۔ جناب طارق چوہدری صاحب

<u>جناب محمد طارق چوہدری</u> : میں جناب منسٹر صاحب سے سننا چاہوں گا وہ کیا کہتے ہیں ۔

Mr. Chairman : Who is going to reply on behalf of the Government. Mr. Mahmood A. Haroon.

Mr. Mahmood A. Haroon : The Indian Aircrafts have violated Pakistan's airspace of and on through Pakistan's eastern border as well as over the northern areas. These violations are generally very short in duration two to three minutes at a time and not more than three or four times in a month. On every occasion the Indian authorities have been asked by our Ministry of Foreign Affairs to refrain from such unprovoked acts of violation of our airspace. The northern areas are spread over a densely mountainous region. Some of the highest peaks of the world are located in this area. Long range early warning systems are not effective. And our interceptors do not get sufficient time for action against the intruders. Despite the limitations all possible measures are being taken to react in time to keep Pakistan's airspace clear of hostile aircraft. The information is that other violations on the eastern border in April, 1988 were two and in May, two and in June, one. On each occasion protests have been lodged.

جناب چیئرمین : جی جناب طارق چوہدری صاحب ۔ وزیر صاحب کا بیان آپ نے سن لیا ۔ کیا آپ اس پر اصرار کر رہے ہیں ؟

جناب محمد طارق چوہدری : جی میں نے وزیر صاحب کا بیان سنا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ دو تین منٹ کے لیے صرف پاکستانی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو کیا وزیر صاحب یہ دو تین منٹ ان کو معاف کرنا چاہتے ہیں ۔ دو تین منٹ میں پتہ نہیں وہ کیا کچھ کارروائی کر کے چلے جاتے ہوں گے ۔ بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ یورپی اور امریکی اسلحہ دنیا کا بہترین دفاعی اسلحہ سمجھا جاتا ہے اور اب جب کہ ہم نے پورے کے پورے وزیر صاحب ہی امریکہ سے درآمد کر لیئے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ہمارا دفاع اور بھی زیادہ مضبوط ہو جائیگا ۔ اور آئندہ انکی موجودگی میں وہ دو تین منٹ کی بھی خلاف ورزی نہ کر سکیں گے لہذا میں اس پر stress نہیں کر رہا ہوں ۔

Mr. Chairman : Not pressed. Next one Mr. Muhammad Tariq Chaudhry, on the reported arrival of one thousand stranded Beharies at Khokhra par Border awaiting their entry into Pakistan.

(ii) *Re*: REPORTED ARRIVAL OF 1000 STRANDED BEHARIES AT KHOKRA PAR BORDER AWAITING THEIR ENTRY INTO PAKISTAN.

جناب محمد طارق چوہدری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ قومی اہمیت کے حامل اس مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ اخباری اطلاع کے مطابق بنگلہ دیش میں پھنسے ہوئے ایک ہزار کے لگ بھگ پاکستانی بہاری جن میں بوڑھے عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں بھارت کے راستے کھوکھرا

پار پہنچ گئے ہیں ۔ پاکستانی رینجرز نے ان مفلوک الحال مصیبتوں کے مارے مسائل کے ستائے ہوئے افراد کو جو طویل سفر کے باعث پہلے ہی نڈھال ہو رہے ہیں گوادر پوسٹ پر روک دیا ہے ۔ اگرچہ یہ توقع کیجاتی ہے کہ ان کے ہر باشندے کے پاس قانونی دستاویز کا ہونا ضروری ہے اور اس کے ذریعے اندرون ملک آنے اور پھر جانے کا ایک قانونی راستہ ہے ۔ لیکن کسی پاکستانی کو پاکستان میں داخل ہونے سے نہیں روکا جا سکتا ہے ۔ البتہ اس نے قانون کے تقاضے نہیں پورے کیے یا کوئی قانونی خلاف ورزی کی ہے تو اس کے خلاف قانونی منشاء کے مطابق سلوک روا رکھا جائیگا ۔ لیکن ملک میں آنے سے اس کو کسی صورت سے روکا نہیں جا سکتا ۔ حالات کے ستائے یہ پاکستانی جو مصائب و آلام کا شکار ہیں اور پاکستان کی سرحد پر پہنچ چکے ہیں ان کو روکنا ہرگز مناسب اور احسن اقدام نہیں ہے ۔ لہذا اصل حقائق کو جاننے اور قوم کو صورت حال سے آگاہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس مسئلے کو فوری طور پر اس معزز ایوان میں زیربحث لایا جائے ۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Malik Nasim Ahmed Aheer: Opposed.

جناب محمد طارق چوہدری : وزیر صاحب اپنا بیان دیں کیونکہ اس تحریک میں ساری وضاحت موجود ہے ۔

ملک نسیم احمد آہیر : جناب چیئرمین ! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جناب طارق چوہدری صاحب ہمارے بڑے محنتی اور باخبر سینیٹر ہیں اور ان کی نظر اس قسم کی خبروں پر تو بہت جلدی پڑ جاتی ہے لیکن

[Malik Nasim Ahmed Aheer]

حال ہی میں جو گورنمنٹ نے اتنا بڑا فیصلہ کیا ۔ جناب صدر مملکت نے اس سلسلے میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے کیا کہ بہاری جن کو ہم stranded Behari کہتے ہیں سابق مشرقی پاکستان یعنی موجودہ بنگلہ دیش میں رکے ہوئے ہیں ، ان کو واپس لانے کا مسئلہ ایک قومی مسئلہ تھا اور کافی عرصہ سے حکومت کے زیر غور تھا ۔ اس سلسلے میں کافی عرصے سے بات چیت چل رہی تھی ۔ کیونکہ پاکستان کے پاس اتنے وسائل نہیں تھے کہ ان کو اپنے خرچ پر یہاں لاکر rehabilitate کیا جاتا ۔ چونکہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ ایک camp سے نکل کر پھر یہاں آکر اسی قسم کی زندگی بسر کریں ۔ ہم چاہتے تھے کہ ان کو پوری طرح سے یہاں زندگی کی تمام سہولتیں اور مواقع مہیا کئے جا سکیں تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں ۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ حکومت نے حال ہی میں ایک معاہدہ رابطہ عالم اسلامی کے ساتھ کیا ہے اس کے تحت ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان تمام رکے ہوئے پاکستانیوں کو پاکستان میں بسانے کے لئے یہاں لائیں گے ۔ یہ پروگرام ہے ۔ اس پر بہت جلد عمل ہونے والا ہے ۔ حکومت پاکستان نے اپنی طرف سے پچیس کروڑ روپیہ فوری طور پر اور اسی طریقے سے رابطہ عالم اسلامی نے پچاس کروڑ روپیہ فوری طور پر اس ٹرسٹ کے حوالے کرنیکا فیصلہ کیا ہے ۔ جو ان بہاریوں کو پاکستان میں واپس یہاں لائے گا ۔ تو میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک اس موشن کا تعلق ہے بہت سے لوگ روزگار کی تلاش میں یہاں آتے ہیں چونکہ پاکستان اس خطہ میں ، میرا خیال ہے ، خوش قسمت ترین خطہ

ہے اس لحاظ سے کچھ لوگ migrate کرکے اپنے اڑوس پڑوس کے ملکوں میں پناہ نہیں ڈھونڈ رہے بلکہ روز گار کی تلاش میں پاکستان میں پناہ لینے کی خواہش کرتے ہیں اور اس حساب سے بے شمار لوگ پاکستان کے اندر غیر قانونی طور پر بھی داخل ہوتے ہیں جن کو روکنے کے لئے ہم نے اب بہت سخت قدم اٹھائے ہیں۔ اب یہ بات ہم پر واضح نہیں ہے کہ جن لوگوں کا ذکر جناب طارق چوہدری صاحب نے کیا ہے وہ سارے کے سارے پاکستانی تھے، بہاری تھے۔ کیوں کہ اس شکل میں اس روٹ سے اور اس طریقے سے بہت سے ممالک کے لوگ اس طریقے سے ملک میں داخل ہوئے اور اس طریقے سے غیر قانونی طور پر کام کرنے کی اجازت کوئی ملک بھی نہیں دے سکتا۔ ہمیں احساس ہے کہ وہ ہمارے اپنے شہری ہیں۔ پاکستان ان کو اپنا شہری تسلیم کرتا ہے اور اسی سلسلے میں ہم یہ قدم اٹھا رہے ہیں۔ تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ان حقائق کے بعد جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کئے ہیں کہ حکومت پاکستان کی یہ ایک ذمہ داری تھی جو کافی عرصہ سے اس بات کا تقاضا کر رہی تھی کہ ہم اس کو پورا کریں چونکہ وہ پاکستانی شہری تھے۔ وہ اپنے آپ کو پاکستانی شہری کہتے تھے اور کہتے ہیں چنانچہ پاکستان کی حکومت نے حال ہی میں صدر مملکت کی ہدایت پر یہ فیصلہ کیا اور ایک ٹرسٹ قائم کر دیا گیا ہے۔ جس میں پیسے جمع ہو گئے ہیں اور یہ کام ہم انشاءاللہ بہت جلد اور منظم طریقہ سے کریں گے اور ان کو یہاں لاکر بھکاری نہیں بننے دیا جائیگا انہیں کیمپوں میں نہیں رکھا جائیگا بلکہ ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے حکومت ہر قسم کی امداد دے گی میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے اس اقدام پر جناب

[Malik Nasim Ahmed Aheer]

طارق چوہدری اور ممبران کو خوشی ہونی چاہیئے اور ان سے میں گزارش کروں گا کہ وہ اس کو پریس نہ کریں۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین ! صدر صاحب کا اقدام یقیناً قابل ستائش ہے اور اس اقدام پر ہم علیحدہ تحریک تشکر پیش کر سکتے ہیں لیکن میں جس واقعہ کے بارے میں بیان کر رہا ہوں اس کے بارے میں جناب وزیر صاحب نے بہت کچھ فرمایا حالانکہ اللہ کے فضل سے ان کے اندر یہ اہلیت ہی نہیں کہ غیر قانونی تارکین وطن جو یہاں پاکستان میں داخل ہونے والے ہوں ان کو وہ کبھی روک سکے ہوں جو لوگ مذکورہ سرحد پر آکر بیٹھے ہوئے ہیں ان کے بارے میں انہوں نے کہا کہ جی ہمیں پتہ نہیں کہ ان میں سے کتنے پاکستانی ہیں ، یہ چھان بین کرنا جو ہے یہ ان کا کام ہے ، نہ انہوں نے اس سے انکار کیا ہے کہ وہ سرحد پر آکر بیٹھے ہیں اگر ہماری لوگوں کو جو وہاں پر پھنسے ہوئے ہیں یہاں لایا جائے گا تو یہ اقدام یقیناً قابل ستائش ہوگا اور ویسے یہ کام کسی معاہدے کا محتاج نہیں ہے اس لئے کہ وہ پاکستانی ہیں پاکستان کے اوپر ان کا شاید ان سے بھی کہیں زیادہ حق ہوگا اور مجھ سے بھی کہیں زیادہ ، کیوں کہ ہم نے ایک دفعہ ہجرت کی ہے اور انہوں نے ایک سے زیادہ دفعہ ہجرت کی ہے اگر جنگ عظیم دوم کے کوئی بھٹکے ہوئے امریکی ، امریکی سرحد میں داخل ہونے والے ہوں تو کیا ان کو وہاں سرحد پر روک دیا جائے گا ان کو روس میں دھکیل دیا جائے گا یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ شاید امریکی ہیں یا نہیں یا ان کے بارے میں چھان بین کر کے جو genuine لوگ ہیں ان کو امریکہ

ہیں رکھا جائیگا اور جو genuine نہیں ہیں ان کو امریکہ سے باہر دھکیل دیا جائیگا۔ غیر قانونی طور پر داخل ہونا ، دستاویزات کے بغیر داخل ہونا ، یہ بجائے خود ایک علیحدہ مسئلہ ہے اور ایک قانون کی علیحدہ خلاف ورزی ہے لیکن کسی پاکستانی کو پاکستان کے اندر داخل ہونے سے نہیں روکا جا سکتا ہے وزیر صاحب اس بات کی وضاحت فرمائیں کہ کیا کھوکھرا پار سرحد پر واقعتاً کوئی ایسی صورت حال ہے اس کا تو انہوں نے کوئی ذکر ہی نہیں کیا ادھر اُدھر کی باتیں کرتے ہوئے گویا ۔ گلی ڈنڈا کھیلتے ہوئے سارا بیان دے دیا ۔

<u>ملک نسیم احمد آہیر</u> : جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ مقننہ میں بدقسمتی سے ایسے لوگ بھی اس ہاؤس میں داخل ہو گئے ہیں کہ جو قانون بنانے کی بجائے قانون توڑنے کا مشورہ دے رہے ہیں ، ہر چیز قانون اور ضابطے کے مطابق ہوتی ہے اگر آپ بھی باہر سے واپس آرہے ہوں اور آپ کے پاس پاکستانی پاسپورٹ نہ ہو تو ہم آپ کو بھی سرحد پر روک دیں گے تو یہ کون سی بات ہوئی جو آپ کہہ رہے ہیں ہم کسی کو بھی نہ روکیں اگر کوئی پاکستانی بھی ہو وہ آئے گا تو نارمل طریقے سے آئے گا اس کے پاس پاسپورٹ ہونا چاہیئے اس کی باقاعدہ تصدیق ہونی چاہیئے ۔ اب کوئی بھی آکر بارڈر پر کہہ دے خواہ اس میں Indian agents بھی ہوں کہ ہم پاکستانی ہیں ہمیں داخل ہونے کی اجازت دیں آپ تو اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ بات کر سکتے ہیں ایک وزیر داخلہ نہیں کر سکتا ۔

<u>جناب چیئرمین</u> : میرے خیال میں اگر آپ چیئر کو ایڈریس کریں تو بہتر ہوگا۔

[Mr. Chairman]

اور ایک چیز کی آپ وضاحت کر دیں کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ ہزاروں لوگ وہاں پر اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں ۔

ملک نسیم احمد آہیر : بالکل غلط بات ہے جی، کم از کم اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : تو یہی بات کہیں ۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب یہ بات ان کو پہلے کہنی چاہیئے تھی اور اگر یہ اپنا لب ولہجہ جناب چیئرمین درست نہیں کریں گے تو میں بھی اسی لہجے میں بات کروں گا ۔ شاید ان سے زیادہ یہ لہجہ مجھے بتانا آتا ہے ۔

جناب چیئرمین : اسی لیۓ میں نے ان کو کہا ہے کہ وہ Chair کو address کریں ۔

(*Interruption*)

Mr. Chairman : Not based on facts. Ruled out. Next—Mr. Mohammad Tariq Chaudhry and Prof. Khurshid Ahmad : On the firing and airspace violation by Afghan Artillery and Air Force over the areas of Bajore and Mohmand Agency.

Sahabzada Yaqub Khan : Opposed, Sir.

Mr. Chairman : Opposed. Mr. Mohammad Tariq Chaudhry.

(iii) *Re* : FIRING AND AIRSPACE VIOLATIONS BY AFGHAN ARTILLERY AND AIR FORCE OVER THE AREA OF BAJORE AND MOHMAND AGENCY.

جناب محمد طارق چوہدری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، میں تحریک کرتا ہوں کہ عوامی امن و سلامتی کے اس اہم فوری مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لانے کے لیۓ اجلاس کی بقیہ کارروائی کو ملتوی کر دیا جاۓ کہ باجوڑ اور مہمند ایجنسی پر افغان گولہ باری سے آٹھ افراد ہلاک ہوئے وقفے وقفے سے تقریباً بارہ

گھنٹے تک گولہ باری ہوتی رہی اور مذکورہ علاقوں میں افغان طیاروں نے بھی پاکستانی حدود کی خلاف ورزی کی ۔ جنیوا معاہدے کے باوجود جس کی ابھی سیاہی خشک نہیں ہوئی ہے افغان توپ خانے کی گولہ باری اور جنگی طیاروں کی پاکستانی حدود کی خلاف ورزی نہ صرف آئنوالے دنوں کے رخ کا پتہ دیتی ہے بلکہ لوگوں کو بجا طور پر اس بات پر بہت تشویش اور پریشانی ہے کہ پاکستان کی طرف سے ان ہلاکت خیز کارروائیوں کو روکنے میں کوئی سرگرمی نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے لوگ خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں ۔ لہذا ملکی دفاع اور سلامتی کے اس اہم مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے ۔

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب آپ بھی اگر اپنی تحریک کو پیش کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : جی میں نے بھی دراصل اس پر یہ تحریک پیش کی ہے اور بنیادی وجہ اس کی میری نگاہ میں یہ تھی کہ گو اس سے پہلے بھی پاک افغان بارڈر کی خلاف ورزیاں ہوتی رہی ہیں لیکن غالباً جنیوا معاہدے کے بعد یہ پہلا بڑا واقعہ تھا جس میں ۸ قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور دس منٹ تک اگر اخباری اطلاعات صحیح ہیں ۔ افغان طیارے پاکستان کی حدود کو violate کرتے رہے یہ بڑی serious چیز ہے اس کا نوٹس لینا بہت ضروری ہے اور اسی لئے میں نے اس موضوع کو یہاں رکھا ہے کہ اس پر گفتگو ہونی چاہیئے ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! صاحبزادہ صاحب ۔

Sahabzada Yaqub Khan : Sir, as the honourable Members are aware the Kabul Forces have committed frequent violations of Pakistan territory and notably anspace. Reckless bombing and shelling has caused heavy loss of life as well as damage to property in Pakistan. The incidents referred to by the honourable Members form part, nevertheless, of such intolerable acts and therefore, we firmly condemn them.

We have warned the Kabul Regime of the serious consequences of such unprovoked aggression. We have also taken action to upgrade our defence capability to deter such aggression and to prevent it from reoccurring.

The Secretary-General of the United Nations has been kept fully informed of the violations of Pakistan territory by the Kabul side. Since the 15th of May when the Geneva Accords came into force, in other words, they were signed on the 15th of April but they came into force on the 15th of May, such violations in contravention of these Accords have also been brought to the knowledge of the United Nations' Good Offices Mission in Afghanistan and Pakistan known as "UNGOMAP". Our policy of restraint is directed by the desire to avoid escalation of military activity as well as to maintain a climate conducive for the implementation of the Geneva Accords.

The honourable Senators will appreciate that the violations of our territory by the Kabul Regime are a part of a deliberate attempt by the Kabul Regime to vitiate the situation and, if possible, to derail the Geneva Agreement. They hope that this will reverse the Soviet decision to withdraw or will delay such withdrawals so that the Kabul Regime could get more time to consolidate its position.

The Government of Pakistan is fully conscious of the compelling reasons to ensure the successful implementation of the Geneva Accords. In our view, these agreements constitute a crucial first step towards the comprehensive solution of the Afghanistan problem. We are, therefore, leaving no stone unturned to ensure faithful implementation of our obligations under these agreements. The Members of the House are aware that the United Nation's Observer Group has todate conducted more than seven on-site inspection visits of our border areas stretching from Chitral to Chaman. These areas include Peshawar, Torkham, Parachinar, Chitral, Arandu, Garam Chashma, Quetta, Chaman, Mir Ali and Miran Shah. During these visits the Observer Teams have inspected locations where the so-called training camps were allegedly located. They have physically checked all types of vehicles or traffic passing through our border posts and also ascertained the views of the Afghan Refugees regarding their willingness to return to their homes under the prevailing circumstances.

In view of the foregoing clarification, I hope, the honourable Members may consider to withdraw their adjournment Motions. Thank you, Sir.

جناب چیئرمین : جناب طارق چوہدری صاحب

جناب محمد طارق چوہدری : ہمیں اپنے وزیر خارجہ بہت پسند ہیں اور

ان کی یقین دہانی بھی یقیناً credible ہے اس لئے ہمیں اس کو Press نہیں کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: طارق چوہدری صاحب نے وزیر خارجہ کی پسندیدگی کے لحاظ سے ایک مثال قائم کی ہے اور مجھے آزمائش میں ڈال دیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ بھی اس کی تقلید کریں۔

پروفیسر خورشید احمد: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہم وزیر خارجہ کے ممنون ہیں کہ انہوں نے solicited اور unsolicited دونوں معلومات ہمیں دیں اور خصوصیت سے Geneva Accords کے بعد اس کی violations کے جو الزامات پاکستان پر لگائے گئے ہیں ان کی بھرپور انداز میں انہوں نے وضاحت کی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ پاکستان اپنی حد تک اس معاہدے کی پوری پوری پابندی کر رہا ہے ہمیں اس بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے ہماری التواء کی تحریک کا اصل مقصد یہ تھا بلاشبہ پاکستان نے پچھلے آٹھ نو سال میں بڑے صبر و تحمل کے ساتھ افغانستان کے مسئلے کو handle کیا ہے اور یہ violations بار بار ہوئی ہیں اور یہ بات بالکل درست ہے کہ Geneva Accords جو ۱۵ اپریل کو sign ہوا ہے لیکن اس پر عمل درآمد ۱۵ مئی سے شروع ہوا ہے ان کی یہ بات درست ہے البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ افغانستان جیسے مدمقابل کو روکنے کے لئے صبر کے ساتھ تھوڑی بہت ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ اپنے عزم اور خاص طور سے deterrence کا مظاہرہ کیا جائے جہاں تک مجھے یاد ہے دوبارہ

[Prof. Khurshid Ahmed]

پاکستان نے پچھلے آٹھ نو سال میں اس رویے کو اختیار کیا اور اس کا اثر ہوا ہے ۔ میری نگاہ میں یہ وقت ایسا تھا خاص طور سے جب Geneva Accords ہم نے sign کر لیا تھا ہم نے اپنی goodwill کا ثبوت دے دیا تھا حالانکہ Geneva Accords میں بہت سی چیزیں ایسی تھیں جو پاکستان کے لئے پسندیدہ نہیں تھیں اور وزیر خارجہ نے بھی صحیح کہا ہے کہ ہماری نگاہ میں گویا کہ وہ پہلا قدم ہے ابھی اصل مسئلے کے حل کے لئے ہمیں بہت کچھ کرنا ہے تو اس بات کی ضرورت ہے کہ اس صبر و تحمل کے ساتھ ساتھ کچھ تھوڑی بہت قوت کا مظاہرہ بھی ہم کریں اس فریم ورک میں جسے انٹرنیشنل لاء میں deterrence کہا جاتا ہے اور ہم ان سے توقع رکھتے ہیں کہ حکومت پاکستان اس مسئلے پر اس پہلو سے ضرور غور کرے گی ۔ ان خیالات کے ساتھ میں اس پر اصرار نہیں کرتا ۔

جناب چیئرمین : شکریہ not pressed اگلی پروفیسر خورشید احمد صاحب نمبر ۱۸ ۔

(iv) *Re*: IMAGINARY PICTURE OF PROPHET MOHAMMAD (PBUH) IN SCHOOL BOOKS.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! آپ کی اجازت سے جس مسئلے کو اس تحریک کے تحت زیر بحث لانا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ ۲۷ ر اپریل کے اخبارات میں اور میں نے جسارت کا تراشا ساتھ دیا ہے ۔ اسلام آباد کے چند نجی تعلیمی اداروں میں خصوصیت سے ایک خاص net-work of educational institutions میں جو کتاب تاریخ کے لئے استعمال کی جا رہی ہے اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی گئی ہے ۔ کتاب

میں فرضی تصویر استعمال کی گئی ہے ہجرت کے واقعہ کو فرار دکھایا گیا ہے یہ کتاب سنگاپور سے شائع ہوئی ہے اور یہاں یہ استعمال کی جا رہی ہے میں نے اس کے لئے یک وقت التواء کی تحریک بھی پیش کی تھی اور متعلقہ وزیر کو بھی تمام فوٹو کاپیاں بھیجی تھیں کہ انہیں اس معاملے میں فوری کارروائی کرنی چاہیئے اور اس امر پر مجھے خوشی ہے ۔ وزارت تعلیم نے respond کیا اور سیکریٹری تعلیم نے مجھے فوراً خط لکھا کہ ہم اس معاملے میں انکوائری کر رہے ہیں پھر مجھے بتایا گیا کہ انکوائری کے نتیجے میں آپ نے جو بات کہی تھی وہ درست تھی اور انہوں نے اس بات کی یقین دہانی کرائی ہم کم از کم اس سکول کی حد تک اس کتاب کی تعلیم کو روک رہے ہیں ۔ لیکن اس کی حیثیت دیگ کے چند چاولوں کی ہے اور میں نے یہ تحریک اسی بنا پر سامنے رکھی ہے کہ پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے اور ہمارے ملک کے قانون میں توہین رسالت ایک ایسا جرم ہے جس پر آپ موت کی سزا دے سکتے ہیں لیکن تاریخ کی جو کتابیں استعمال کی جا رہی ہیں ان میں سے یہ وہ ہے جس کو میں نے locate کیا اور بھی جگہ ایسی چیزیں موجود ہیں تو اس پر serious notice لینے کی ضرورت ہے اور اس بنا پر میں نے تحریک پیش کی ہے مجھے معلوم نہیں ہے کہ وزارت تعلیم اس کی مخالفت کرے گی یا نہیں ۔

Mr. Chairman : Who is replying on behalf of the Government.

(*Pause*)

Mr. Chairman : Well, the Minister concerned is not present. I think he has taken leave. We will defer it to some other day if you so wish.

Prof. Khurshid Ahmed : As you like.

Mr. Chairman : Otherwise, if the Education Ministry has informed you of the correct position and they have taken action also even then would you like to press it?

Prof. Khurshid Ahmed : They are responding to my request but I wanted to see what is the latest position.

Mr. Chairman : Right. Then, we will take it up when the Minister concerned is in the House.

Next Adjournment Motion No. 19 on Passports, is also in the name of Prof. Khurshid Ahmed. Yes please.

(v) *Re* : VERIFICATION OF PASSPORT APPLICATIONS BY POLICE, A SOURCE OF CORRUPTION.

Prof. Khurshid Ahmed : I hereby give notice to move the following Adjournment Motion under Section 88 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate :

> "It has been reported in the press on 25th of April, 1988, that the present system of issuing passports has opened flood-gates for bribery and corruption. The TV Programme "Mein Aur Aap" has given documentary evidence on this situation. This situation has arisen because of a decision of the Central Government that applications for passports must have verification through Police and certain other officers. This is causing great hardships to a large number of people. I, therefore, beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this situation".

Malik Nasim Ahmed Aheer : Opposed.

پروفیسر خورشید احمد : بہت آہستہ سے oppose کیا ہے۔

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب آپ مزید وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : مسئلہ بہت واضح ہے۔ ہماری پولیس کی کرپشن ماشاء اللہ ضرب المثل ہے۔ زبان زد خاص و عام ہے اور جتنے آپ اس کو اختیارات دیتے جاتے ہیں اتنی ہی کرپشن بڑھتی چلی جاتی ہے جتنی آپ verification کی ذمہ داریاں اس پر ڈالتے ہیں اتنے ہی زیادہ مصائب و مشکلات لوگوں کے لئے پیدا ہوتے ہیں اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی بنا پر لوگوں کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔

اخبارات میں بھی یہ چیز بار بار آئی ہے اس بنا پر میں نے ضروری سمجھا کہ آپ کے نوٹس میں اس بات کو لاؤں اور اس مقصد سے لاؤں کہ حکومت اگر اپنی پالیسی میں تھوڑی بہت لچک پیدا کرے اور جہاں پر یہ چیزیں عوام کے لیئے مشکلات پیدا کر رہی ہیں وہاں پر ضروری نہیں ہے آپ ہر چیز میں پولیس کو involve کریں آپ اس کے لئے دوسرے راستے اختیار کر سکتے ہیں اس بنا پر میں نے ضروری سمجھا کہ اس ایوان کو سامنے لایا جائے۔

جناب چیئرمین : اگر طریقہ کار میں تبدیلی کی ضرورت ہے تو بہتر طریقہ شاید یہ ہو کہ پاسپورٹ کے طریق کار کو ہی زیر بحث لایا جائے۔

پروفیسر خورشید احمد : اگر متعلقہ وزیر اس پر agree کرتے ہیں اور وہ اس کے دائرے کو وسیع کریں تو ہم تیار ہیں۔

جناب چیئرمین : اچھا ۔ جناب آہیر صاحب ۔

Malik Nasim Ahmed Aheer : Sir, the reason for having this step that the passport application forms should be verified by the Police was that under the liberal policy in force upto 9-7-1987 passports were issued on the basis of national identity cards only and no attestation from any authority or Police verification was required. Taking advantage of this policy a number of non-nationals succeeded in obtaining Pakistani passports by resorting to unfair means. They proceeded abroad and indulged in undesirable activities bringing bad name to the country. In view of this situation and the mounting terrorist activities in the country, the Government had to re-impose the system of Police verification to ensure that no non-national succeeds in obtaining Pakistani passport. However, the following categories of persons have been exempted from Police verification, (well I do not know whether this is applicable now even) the MNAs, MPAs and of course, Senators, employees of the federal and provincial governments.........

Mr. Hasan A. Shaikh : Point of Order, Sir, I think 'Senator' is not written in his brief. It is only MNAs and MPAs. He is saying 'Senator' at his own.

Malik Nasim Ahmed Aheer : No, it is very much there. Senator is very much there. Please do not question my integrity.

Mr. Hasan A. Shaikh : No. No. It is all right, I accept your words, but the way you hesitated, I thought it was not written there.

Malik Nasim Ahmed Aheer : 'Senator' is very much here and in capital letters.

Mr. Chairman : Please allow him to continue.

Malik Nasim Ahmed Aheer : Employees of the federal and provincial governments, the employees of autonomous and semi-autonomous bodies under the administrative control of the federal or provincial governments, employees of the municipalities and other local bodies, parents, brothers, sisters, wives and dependent children of the individuals mentioned against Serial No. (a) to (d), that I mentioned earlier, the retired Government servants, civil and military, the children upto 12 years of age, the members of the official delegations holding accredition cards issued by Provincial or Federal Government, Businessmen whose cases are sponsored by the Chambers of Commerce, Export Promotion Bureau, persons whose visits abroad are sponsored by the Provincial or Federal Government, eminent citizens provided they are known to the Passport Authorities, all the persons holding Pakistani Citizenship Certificates or Pakistan Naturalization Certificates. In order to avoid harassment to the public and to provide them further relief, such cases have also been exepmted from Police verification where national status of the individual is verified by a First Class Magistrate or a Police Officer in BPS-17 and above or a Home Secretary of the Provincial Government or an officer duly authorized by him in this respect. Persons holding passports issued before 31st December, 1978 also do not require Police verification for obtaining fresh Passports. Similarly the individuals who are holding National Identity Cards issued prior to 1979 and after 16th July, 1987 are also exempted from Police verification for Passports subject to the confirmation of the genuineness of their National Identity Cards by the respective Registration Officer. Passport Officers may also issue Passports without Police verification to the applicants personally known to them or in cases of exteme emergency on production of satisfactory documentary evidence relating to the applicant's national status.

Mr. Chairman : If you would excuse my interruption, I think, a good deal of the system depends on the exercise of discretion and this is what breeds corruption according to the Professor. What I would suggest, if you agree (since time is also running out as far adjournment motions are concerned) that this system or this problem may be entrusted to the Standing Committee dealing with Passports among others. They can go into details of what the system is and they can also suggest to the Ministry what amendments or improvements should be considered.

Malik Nasim Ahmed Aheer : Sir, I have no objection to that.

Mr. Chairman : So, I think, we will refer this whole problem to the Standing Committee.

پروفیسر خورشید احمد : بہت بہت شکریہ ، جناب چیئرمین ! مجھے آپ کی تجویز سے پورا پورا اتفاق ہے ۔ میں صرف آپکی اجازت سے اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ محترم وزیر صاحب نے جو اصل سبب بتایا ہے اس کا کوئی تعلق اس بات سے نہیں ہے ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ

اس بات کی ضمانت دے سکتے ہیں کہ اس پابندی کے بعد سے جعلی پاسپورٹ جاری ہونے بند ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اس تمام معاملہ کا اگر آپ اسٹینڈنگ کمیٹی میں تفصیلاً جائزہ لیں تو بہتر ہوگا۔

پروفیسر خورشید احمد : جہاں corruption ہے، وہاں سے اس کو روکیں۔

جناب چیئرمین : آپ کی بات درست ہے کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے۔

Mr. Javed Jabbar : Point of order, Mr. Chairman.

Mr. Chairman : Mr. Ahmed Mian Sommro, I think, he had asked for floor first.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, I wanted to ask the honourable Minister, whether the verification of Police merely means payment of money, that is all? Whoever will pay, will get a verification and this is one of the main sources of corruption.

Mr. Chairman : I think, this question and answer can go on indefinitely. What I am suggesting is that if you want real improvement in the system, please study it at leisure and that can only be done in the Committee.

Malik Nasim Ahmed Aheer : I will welcome all the positive suggestions from the honourable Members.

Mr. Javed Jabbar : My observation Mr. Chairman, is about the nature of a statement read out by honourable Minister. He should give some credence to the intelligence not only of the House but of the people of this country. All those exemptions that were read out constitute not more than one and a half percent of the population of this country. That still leaves ninety eight and a half percent at the mercy of the Police.

Mr. Chairman : That is another reason why you should study it in detail in the Standing Committee.

Malik Nasim Ahmed Aheer : Sir, I think, mostly the people who require Passports are exempted from this and we have already said that the people who are holding Passports or National Identity Cards before 1978 are also exempted.

[Malik Nasim Ahmed Aheer]

from this. So, it is a very small percentage of the people who are left with for verification and on one hand we know the corruption takes place, the Police takes money, no doubt about it, I know it....

Prof. Khurshid Ahmed : This is most important information.

Malik Nasim Ahmed Aheer : No, the fact is fact. On the other hand you have got the risk, whether the non-national should get your passport or not. I am willing to examine the whole system and that is why I think, I submitted to the wishes of the Chairman and the honourable Members of the house to get the whole issue re-examined. They should have a debate to make positive contribution. I am prepared to go through the whole system again.

Mr. Chairman : Thank you very much. Well, the time for consideration of adjournment motion is over. We take up the next item. Motions under Rule 194, Professor Khurshid Sahib.

(VI) MOTION UNDER RULE 194—REGARDING ZAKAT

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! آپ کی اجازت سے میں اس وقت آپ کی اور حکومت کی اور اس ایوان کی توجہ دو بڑے اہم مسائل کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہوں جو اس سے پہلے تحریک التوا کی شکل میں بھی آ چکے ہیں لیکن اب رول ۱۹۴ کے تحت اس پر گفتگو کر رہے ہیں -

جناب والا ! پہلا مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے ۱۹۸۰ سے زکواۃ کا نظام ملک میں جاری کیا - بلا شبہ یہ ایک بڑا مستحسن اقدام تھا اور ان تمام کمزوریوں اور خامیوں کے باوجود جو اس سسٹم میں ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ مثبت contribution دور حاضر میں پاکستان میں کیا گیا کہ حکومت کے انتظام میں اسلام کے اصل منشاء کے مطابق زکواۃ جمع کی جائے اور پھر ان مدات پر صرف کی جائے جو شریعت نے مقرر کی ہیں تاکہ معاشرے سے غربت افلاس ختم کی جا سکے - یہ ایک دینی ذمہ داری تھی - حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی یہ نظام اپنے دور میں قائم کیا تھا - اور قرآن پاک میں

بھی اللہ کے رسول کو مخاطب کرکے یہ ریاست کی ذمہ داری مقرر کی گئی تھی۔ کہ زکواۃ جو غریبوں کا حق ہے لوگوں کے اموال میں سے تم وصول کرو زکواۃ کی وصولی کے سلسلے میں جو قانون بنا، آپ کو یاد ہو گا کہ اس قانون کے بنانے میں میرا بھی کچھ دخل تھا اور آپ نے تو اس میں ایک بڑا رول ادا کیا تھا اس قانون میں کچھ بڑی خامیاں رہ گئی تھیں لیکن اس کے باوجود ہم نے ایک سمت میں سفر شروع کردیا تھا، اس declared policy کے بعد ہم یہ دیکھ رہے ہیں حکومت زکواۃ کو بازیچہ اطفال بنارہی ہے۔ جو خرابیاں اس نظام میں ہیں انکو دور کرنے کی کوشش نہیں ہو رہی ہے۔ original قانون میں یا نظام میں جو کمزوریاں رہ گئی تھیں ان کی اصلاح کی فکر نہیں ہے اور پھر زکواۃ کے بارے میں یہ رویہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ کہ سرکاری بانڈز جاری کئے جاتے ہیں، واپڈا کے بانڈز جاری کئے گئے ہیں اور ان کے بارے میں لوگوں کو ایک تحریری attraction دی گئی ہے کہ اس پر زکواۃ منہا نہیں کی جائے گی۔ مجھے افسوس ہے کہ ۱۵ جون کو جو شریعت آرڈیننس آیا ہے، اس کے فوراً بعد اگلے دن چاروں صوبوں میں جو بانڈز جاری ہوئے ہیں۔ ان میں بھی یہ بات رکھی گئی ہے کہ ان پر زکواۃ نہیں لی جائے گی۔

جناب والا! یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ہم ان بانڈز کو اموال ظاہرہ نہیں سمجھ رہے ہیں۔ اموال باطنہ مان رہے ہیں۔ لیکن میں صاف الفاظ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اموال ظاہرہ، اموال باطنہ آپ کی مقرر کردہ تعریف نہیں ہے کہ جسے چاہیں آپ اموال باطنہ کہہ دیں جسے

[Prof. Khurshid Ahmed]

چاہیں آپ نہ کہیں۔ یہ ایک معروف اصطلاح ہے۔ تاریخ میں اس کے اوپر مواد موجود ہے اور پھر آپ کا اپنا رویہ یہ ہے کہ آپ NIT Bearers Bonds پر زکوٰۃ مہیا کرتے ہیں اگر آپ نے NIT Bearers Bonds کو اموال باطنہ نہیں مانا ہے۔ تو پھر اس بات کی کیا دلیل ہے کہ ان دوسرے بانڈز کو اس طریقے سے exempt کر رہے ہیں۔ یہ دراصل وہ رویہ ہے جس کے نتیجے کے طور پر آپ زکوٰۃ سے فرار کا راستہ نکال رہے ہیں اور آپ لوگوں کو یہ ttraction دینا چاہ رہے ہیں کہ اس طرح سے تمہارے مال پر سے یہ رقم نہیں کاٹی جائیگی۔ ایک طرف آپ نے ان کو سود پر مبنی رکھا ہے اور دوسری طرف آپ نے ان کو زکوٰۃ سے exemption دینا شروع کیا ہے۔ یہ دراصل ایک تضاد ہے اور اس تضاد کی اصلاح ہونی چاہیئے۔ اس کا تعلق حکومت کی پالیسی سے ہے، اس کا تعلق حکومت کی practice سے ہے، اور میں یہ واضح مثال دے رہا ہوں کہ جب شروع میں NIT Bearer Bonds کو زکوٰۃ سے مستثنٰی نہیں کیا گیا اور اموال ظاہرہ مانا گیا ہے، اموال باطنہ نہیں مانا گیا تو پھر کیا دلیل ہے جس کی بنیاد پر آپ جب چاہیں arbitrarily جس چیز کے متعلق کہہ دیں کہ اس سے زکوٰۃ لیں گے اور جس پر چاہیں کہہ دیں کہ اس پر زکوٰۃ نہیں لیں گے۔ یہ غلط ہے۔

دوسری بات جناب والا! جس کی طرف میں نے متوجہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ سود کو دوبارہ rehabilitate کیا جا رہا ہے۔ ایک

طرف آپ کہتے ہیں کہ ہم نے معیشت کو سود سے پاک کیا ہے ، ہم پاک کرنا چاہتے ہیں لیکن دوسری طرف mark-up کے نظام سے لے کر کے آپ کے terms certificates حتیٰ کہ NIT units بھی اس میں شامل ہیں کم ازکم اس ایک ادارے کے بارے میں سب کو یقین تھا اور تمام علماء نے یہ بات کہی تھی کہ انہیں سود سے پورے طور پر پاک کر دیا گیا ، اور میں نے خود سینکڑوں آدمیوں کے سامنے یہ گواہی دی ہے کہ وہ افراد جو سود سے پاک کوئی investment کرنا چاہتے ہوں تو وہ NIT میں اپنا پیسہ لگائیں لیکن آہستہ آہستہ اس کو بھی آپ نے اسی طرح سود میں ملوث کردیا میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں کراچی کی مجلس علماء نے جس کی صدارت مولانا رفیع عثمانی نے کی تھی اور جس میں جسٹس تقی عثمانی بھی موجود تھے ۔ اس پوری صورت حال کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ فتویٰ جاری کیا ہے جو ساری دنیا میں چھپا ہے کہ N.I.T. کی نئی صورتحال اور اس کی شرعی حدود کیا ہیں ۔ اور انہوں نے کہا یہی ہے کہ اس ملک میں سرکاری سطح پر سرمایہ کاری کی جتنی صورتیں رائج ہیں تقریباً سبھی سودی طریقِ کار پر مبنی ہیں Prize bonds, Defence Saving Certificates, Khas Deposit Certificates وغیرہ تمام تر سودی تمسکات ہیں ۔ ملک میں NIT ایک ایسا ادارہ ہے جس میں سرمایہ کاری سود کے دائرہ میں نہیں آتی تھی اس لئے اس میں سرمایہ کاری کے جواز کا فتویٰ 'البلاغ' میں شائع ہوا تھا وغیرہ وغیرہ ۔ یہ تمام دلائل دینے کے بعد انہوں نے دکھلایا ہے

[Prof. Khurshid Ahmad]

کہ کس طرح اس وقت ان کی جو investment ہے اس میں بھی اب ۲۰ فیصد سودی نظام شروع ہو گیا ہے اور اخیر میں انہوں نے صاف الفاظ میں یہ فتویٰ دیا ہے جس سے خود مجھے پورا پورا اتفاق ہے کہ یہ طریقہ بھی اسی طریقے سے سودی ہے جس طرح باقی تمام اور اسی لیئے انہوں نے کہا ہے کہ شرعی حکم اب یہ ہے۔ "لہذا یہ معلوم ہونے کے بعد شرعی حکم یہ ہے کہ N. I. T. کا یونٹ خریدنا شرعاً جائز نہیں ہے۔" یہی صورت بانڈز کی ہے۔ جو چار بانڈز جاری کیئے گئے ہیں۔ اور ۱۵ر جون تک جن کو subscribe کیا گیا ہے اور ایک طرف شریعت آرڈیننس کا غلغلہ تھا اور دوسری طرف ایسے بانڈز جاری کیئے جو اسی طرح سود پر مبنی ہیں۔ بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے یہ بات کہی ہے کہ ہم تین نئے بانڈز جاری کر رہے ہیں۔ لیکن ان تین میں سے پہلا ضرور غیر سودی ہے لیکن باقی دونوں خواہ وہ G. D. P. سے منتعلق ہوں سودی ہیں۔

جناب والا! اس تضاد کو ختم کیجیئے یہ معاملہ حکومت کی پالیسی کا ہے یہ معاملہ لوگوں کے ایمان کا ہے اگر آپ سود کو ختم نہیں کر سکتے ہیں تو کہہ دیجیئے کہ ہم سود کو ختم نہیں کر سکتے ہیں لیکن کم ازکم لوگوں کو دھوکہ نہ دیجیئے اس بنا پر میں نے ضروری سمجھا کہ ان اہم امور کو آپ کے سامنے لاؤں۔ میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے میری ایڈجرنمنٹ موشن کو قاعدہ ۱۹۴ کے تحت اس ایوان میں پیش کرنیکا موقع دیا۔ شکریہ!

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب قاضی عبداللطیف صاحب ۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! زکواۃ کا معاملہ اہم ترین عبادات میں سے ہے نماز کے ساتھ ساتھ اس کا تذکرہ قرآن کریم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے اس کی تفصیلات اور اس کی مقدار سارے کے سارے امور بیان کئے گئے ہیں بظاہر یہاں زکواۃ کا نظام جاری کر کے ہم نے اچھا اقدام کیا تھا لیکن یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے ہم نے اس کو ایک ٹیکس سمجھ کر نافذ کیا ہوا ہے اور اس کی وصولی اور خرچ کرنے میں ہم وہ طریقے اختیار کر رہے ہیں جو ٹیکس کے اندر ہوتے ہیں ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت قوم زکواۃ کو مال غنیمت سمجھنے لگے گی تو اس وقت عذاب الہٰی نازل ہوگا اور اس کے اقسام نبی علیہ السلام نے اس وقت بیان فرمائے تھے ۔ ہر عمل کی سزا یا جزا ہوتی ہے اس کے عوامل اور عواقب ہوتے ہیں ۔ زکواۃ کے متعلق یہی فرمایا گیا تھا کہ جب زکواۃ مال غنیمت سمجھی جائے گی تو اس وقت اس قوم کے اندر خیانت اور قحط سالی پھیل جائے گی ۔ ہم اس وقت جس طریقے سے اس کو وصول کر رہے ہیں اور جس طریقے سے خرچ کر رہے ہیں ۔ اس سے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ ہم نے اس کو اس نقطۂ نظر سے نہیں دیکھا جس سے اس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ۔ اسی لئے ہم نے اس کے اندر خود مختاری اختیار کرلی اور جہاں پر چاہتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں زکواۃ وصول ہونی چاہیئے اور جہاں چاہتے ہیں نہ ہو وہاں وصول نہیں ہوتی ۔ اس کی وصولی کا جو طریقہ کار ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے ہم اس

[Qazi Abdul Latif]

نظام کو ناکام ہی بنانا چاہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت تک یہ غیر مستحق افراد تک ہی پہنچ رہی ہے ۔ جو مقاصد اس کے تھے کہ معاشرے کے اندر جو لوگ اتفاقی طور پر حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں یا غربت کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ ان کی حاجت روائی کی جائے گی اس کی بجائے ہم نے قوم کو لالچ کے اندر مبتلا کر دیا ہے ۔ اور وہ لوگ بھی جو زکواۃ لینے کے مستحق نہیں ہیں وہ بھی یہ طمع کرتے ہیں کہ انہیں بھی اس سے کوئی حصّہ ملنا چاہیئے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان حدود کو اس وقت ملحوظ نہیں رکھا جو حدود اللہ اور اس کے رسول نے اس کے لئے متعین کی ہیں ۔ اسی بنا پر میں پروفیسر صاحب کی اس تحریک کی پوری حمایت کرتا ہوں اور اس کی طرف توجہ ہونی چاہیئے ۔ زکواۃ عبادت ہے اسی کے تحت وصول اور اسی کے تحت خرچ کی جائے ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب پیر عباس شاہ صاحب ۔

سید عباس شاہ : شکر یہ جناب ! میں پروفیسر خورشید صاحب کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے سودی نظام اور زکواۃ کے متعلق ایک اہم مسئلہ اس ایوان کے سامنے پیش کیا ۔ ایک یا ڈیڑھ سال شریعت بل کے آنے کے بعد کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ وہ مواقع تقریباً ختم ہو گئے جن سے ملک میں شریعت کے نفاذ کے متعلق کوئی پیش رفت ہو سکے ۔ یقیناً آج کی دنیا میں اسلام کے نقطہ نظر سے معاشی بنیادی مسائل کے حل کے لئے جو اقدامات کرنے ضروری ہیں وہ نظام زکواۃ کو بہتر بنانا اور سودی نظام کو ختم کرنا ہیں یہ اقدامات پاکستان میں شریعت کے نفاذ کی طرف بہت اہم اقدامات ہوں گے ۔

۱۹۸۰ء میں زکواۃ کی طرف جو پیش رفت ہوئی تھی اس پہ جناب چیئرمین صاحب آپ نے اپنے وقت میں جو کام کیا تھا وہ یقیناً قابل تعریف ہے۔ لیکن اس کے بعد جو پیش رفت اس سسٹم کو بہتر بنانے کی طرف ہو رہی تھی۔ میری رائے میں اور جیسے پروفیسر خورشید صاحب کہہ رہے ہیں وہ قریباً ختم ہو گئی۔ ایک ایسا ادارہ جس کو N.I.T. کہا جاتا ہے اور پاکستان میں ہم لوگ یا جو بھی یہ سمجھتا تھا کہ وہ سود کے بار ربا سے پاک کاروبار میں کچھ investment کر سکے۔ خاص کر وہ لوگ جو کہ خود اس قابل نہیں تھے کہ کوئی کاروبار کر سکیں اور بنک میں بھی interest based deposits کیلئے بھی وہ تیار نہیں تھے N.I.T. ، جیسا کہ علماء نے اس وقت فتویٰ دیا تھا ایک ایسا ادارہ تھا جہاں پر investment کر کے ایک شخص کا ضمیر مطمئن ہوتا تھا کہ وہ ایک سودی نظام سے نکل کر سود سے پاک نظام کی طرف جا رہا ہے۔

بار بار ہم کہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام کا نفاذ ہو گا اسلام کی طرف جانا ہو گا۔ بدقسمتی سے ۲۹ مئی کے action میں قومی اسمبلی کے ممبران پر جو الزامات لگائے گئے ان میں ایک الزام یہ بھی لگا کہ انہوں نے شریعت کی طرف پیش رفت نہیں کی۔ اسلام کا نام لینے کے باوجود اس بار جو بجٹ پیش کیا گیا وہ یقیناً کسی طور پر اسلامی نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے کہنے کے مطابق اسلامی ہو سکتا ہے ورنہ اسلامی نہیں ہے۔ میں پروفیسر خورشید صاحب کی اس تحریک کی حمایت کرتا ہوں کہ واپڈا بانڈز سے زکواۃ deduction ہونی چاہیئے اور ہر قسم کا منافع چاہے وہ پبلک کمپنیز declare کریں یا منافع کا کوئی اور سسٹم ہو اس پر سے زکواۃ

[Syed Abbas Shah]

کی کٹوتی ضرور ہونی چاہیئے ۔ اس بجٹ میں جو بھی اقدام لئے گئے ہیں وہ بالکل ناکافی بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں بلکہ ہمیں دوبارہ اسی Capitalistic system اور سودی نظام کی طرف لے جایا جا رہا ہے جس کا ہم پہلے بھی تجربہ کر چکے ہیں ۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہمارے قابل وزیر خزانہ صاحب ان چیزوں کی طرف توجہ دیں گے ۔ اور وہ کام جو پچھلے آٹھ برسوں میں ہوا ہے اس کو پس پشت نہیں ڈالیں گے نئی Capitalistic theories سے اس ملک کو بچا کر ایک پاک اسلامی معاشی نظام کی طرف لے جائیں گے ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ : آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب عالی! ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو سب سے بڑی عنایت کی وہ دین اسلام عطا کرنا ہے ۔ جو انسانوں میں اپنے وجود کا احساس اور آپس میں خلوص و محبت کو جنم دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تمہارے مالوں میں غریبوں کا حصہ ہے ۔ نماز میں ہم ایاک نعبدوا وایاک نستعین کہتے ہیں ۔ یعنی مسلمان معاشرہ ہر چیز میں شریک ہے۔ دعا میں بھی شریک ، نماز میں بھی شریک ، اور اگر آپ کے پاس کچھ مال ہے اپنی ضروریات سے زیادہ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو تمہاری ضروریات سے زیادہ ہو وہ تم اللہ کی راہ میں دے دو ۔ یہ تو وہ ضابطہ ہے جو انسان کے اختیار میں ہے ۔ جس میں اس کی مرضی ہے لیکن زکواۃ کی ادائیگی لازمی ہے اس کے متعلق بازپرس ہو گی ۔ زکواۃ

کے آٹھ مصارف ہیں ۔ اس کا ایک مصرف عاملین کے اخراجات کی ادائیگی بھی ہے ۔ عاملین ان کو کہتے ہیں جو زکوٰۃ اکٹھی کرتے اور تقسیم کرتے ہیں ۔ عاملین میں آپ نے اس وقت یہ تخصیص نہیں کی ہے کہ یہ عامل آیا عالم اور متقی بھی ہے اور اس میں سمجھ بھی ہے اس میں ہمدردی بھی ہے یا یہ ایک بیوروکریٹک طریقے سے کام کرتا ہے ۔ اس نظام میں جو نقص واقع ہوگا وہ عاملین کی طرف سے ہوگا ۔ ہم نے عاملین کی طرف کوئی توجہ نہیں دی ۔ جو بھی شخص آیا ۔ ہندو آیا مسلم آیا غیر مسلم آیا جو بھی آیا اس کا گریڈ دیکھ کر ہم نے زکوٰۃ کو اس کے حوالے کر دیا ۔ اس طرف لازمی توجہ دینی چاہیئے ۔ اور عاملین کے لئے باقاعدہ ایک تربیتی کورس ہونا چاہیئے ۔ عاملین کو دینی معلومات کا باقاعدہ علم ہونا چاہیئے باقی رہا یہ کہ کس مال پر زکوٰۃ کاٹنی چاہیئے اور کس پر نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ منافع پر کاٹنی چاہیئے ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ بہت سے لوگوں نے صرف زکوٰۃ نہ دینے کے لئے اپنے آپ کو شیعہ بنا لیا ہے ۔ ایسا بہت سے لوگوں نے کیا ہے ۔ بانڈز کے ذریعے سرمایہ کاری کا طریقہ بھی وہی ہے ۔ اگرچہ اس میں ذرا جاذبیت بھی ہونی چاہیئے ۔ لیکن اس کے منافع پر زکوٰۃ ہو تو میں تو کہتا ہوں کہ بہت اچھا ہے ۔ اس لئے میں ان کی تائید کرتا ہوں ان بانڈز سے مالک کو جتنا پیسہ ملتا ہے زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد بھی اس کو نقصان نہیں ہوتا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور تحریک کی تائید کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : جناب بہرہ ور سعید صاحب ۔

اخوندزادہ بہرہ ور سعید : جناب چیئرمین صاحب ! میں جناب پروفیسر صاحب کی اس تحریک کی تائید میں دو چیزوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ جن کا میرے دوست نے ذکر کیا ہے ۔ نمبر ایک یہ کہ جس بیان حلفی کے ذریعے فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والوں کے لئے زکواۃ سے استثناء کی گنجائش رکھی گئی ہے اسے بہت زیادہ mis-use کیا جاتا ہے ۔ اس سرٹیفکیٹ یا بیان حلفی سے ان کی خلاصی نہیں ہوتی بلکہ فقہ جعفریہ میں تو خمس ہے ۔ جو زکواۃ سے بھی زیادہ ہے ۔ اگر کوئی ایسا سرٹیفکیٹ دیتا ہے تو بجائے اس کے کہ اُسے مستثنیٰ قرار دیا جائے اس سے خمس کی وصولی کی تدابیر کرنی چاہئیں ۔ یہ تو ایک طرح کا مذاق ہو گیا ہے جیسا کہ میرے دوست نے کہا ہے ۔ کوئی اے، بی، سی، ڈی آکر بیان حلفی دیتا ہے اور اس وقت یہ کہنا ضروری نہیں کہ میں شیعہ ہوں ۔ وہ یہی کہے گا کہ میں فقہ جعفریہ کو تسلیم کرتا ہوں اس کا قائل ہوں ۔ اس واسطے مجھے زکواۃ کی ادائیگی سے مستثنیٰ کیا جائے اور اسے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے ۔ اس سے نظام زکواۃ کو بہت ہی زیادہ نقصان پہنچا ہے ۔ میں گورنمنٹ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جو بھی یہ سرٹیفکیٹ دے یا جو بھی یہ بیان حلفی دے اس کے لئے ایسا کوئی ادارہ ہو یا کوئی ایسا نظام ہو جو اس سے یہ پوچھے کہ آیا وہ خمس بھی دیتا ہے یا نہیں وہ فقہ جعفریہ کی صرف اس شق کا پابند ہے یا کسی اور کا بھی پابند ہے ۔

دوسری چیز جناب ! میں یہ گزارش کروں گا جس طرح نوابزادہ صاحب نے کہا کہ زکواۃ کی تقسیم کے لئے عاملین کے تقرر کا جو طریقہ رائج

ہے وہ سراسر غلط ہے۔ اس طرح بجائے اس کے کہ مستحقین کو زکواۃ دی جائے صرف اپنے دوستوں، رشتہ داروں کو زکواۃ دی جاتی ہے۔ برقع پہنا کر الف کا نام لے کر اپنی بہن کو زکواۃ دیتے ہیں۔ اپنی بیٹی کو زکواۃ دیتے ہیں، اپنی بیوی کو زکواۃ دیتے ہیں۔ غلط بیان حلفی دے کر ایک چیز سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے خود کو اور کچھ ظاہر کرتے ہیں اور خاص کر میں اس ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرا رہا ہوں کہ یہ تقسیم زکواۃ جو ہے اس کے لئے چیئرمین یا زکواۃ کونسل یا وہ کمیٹیاں بالکل سیاسی نوعیت کے فائدے اٹھا رہی ہیں۔ سو فیصدی یہ سیاسی مسئلہ بن گیا ہے۔ ایسی ایسی مثالیں میں نے خود دیکھی ہیں اور اگر کوئی چاہے تو میں ایسی مثالیں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں کہ ایسے لوگوں کو زکواۃ دی جاتی ہے جن سے پہلے یہ معاہدہ کیا جاتا ہے کہ تمہیں تب زکواۃ ملے گی اگر تم فلاں جماعت کے ساتھ وابستگی کا اظہار کرو۔ جناب میری گذارش یہ ہے۔ اس تقسیم کے طریقہ کار کو بدلو۔ یہ طریقہ پہلے اسلام میں نہیں تھا۔ ایک کمیٹی ادھر، ایک کمیٹی اُدھر۔ اس کے اوپر چیئرمین اسے جیپ ملی ہوئی ہے۔ اسے دفتر ملا ہوا ہے۔ وہ عیش کر رہا ہے۔ یہ کوئی زکواۃ کے انصرام کا طریقہ ہے؟ غور کرنا چاہیئے کہ زکواۃ کس طرح خرچ کی جا رہی ہے۔ یہ زکواۃ کے ساتھ کس طرح کا مذاق کیا جا رہا ہے یہ تو اسلام کا ایک بہت اہم رکن ہے۔ اس کا ذکر نماز کے ساتھ منسلک ہے یہ اچھی چیز ہے اور اگر ہم اس کو مکمل طور پر recover کریں اور صحیح طور پر تقسیم کریں تو شاید ہی کوئی غریب یا محتاج اس ملک میں باقی رہ جائے۔ لیکن تقسیم کار، الف سے لیکری تک، مکمل طور پر غلط ہے اور

[Akhunzada Behrawar Saeed]

اسے سیاسی حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے لہذا میری گزارش یہ ہے کہ یہ دو چیزیں ، ایک یہ سرٹیفکیٹ جو بیان حلفی ہے اس کی طرف توجہ دی جائے اور دوسرے زکواۃ کے تقسیم کار کی طرف بہت جلدی توجہ دی جائے تاکہ یہ طریق کار تبدیل ہو کیونکہ اس کو سیاست کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور کھلے بندوں استعمال کیا جاتا ہے ۔ میں پروفیسر صاحب کا بڑا مشکور ہوں اور انہوں نے جو رائے قائم کی اس بل میں مزید اضافہ کرکے ان کی اس تحریک کی تائید کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب ڈاکٹر محبوب الحق صاحب ۔

Dr. Mahbubul Haq: Thank you Mr. Chairman : I greatly appreciate, Sir, the views expressed by the honourable Senators on a subject which is extremely important. However, I like to point out Mr. Chairman that the original adjournment motion of Prof. Khurshid Ahmed is somewhat pre-dated because it was tabled on 24th December, 1987, regarding WAPDA Bearer Bonds and subsequently there was another motion under Rule 194 on 15th June, 1988. These pre-date the presentation of the budget and also pre-date the Shariat Ordinance.

I do wish to reiterate the very firm resolve of the Government to eliminate 'riba' completely from the economic system and I would also like to reiterate the firm intention of this Government that the Zakat and Usher system should be further broadened, re-structured and reformed. In order to do this, Sir, we are referring both these issues to the newly constituted Commission on Islamization of the Economy and it is in this cotnext and at this stage that we would greatly welcome all constructive suggestions and positive proposals from this honourable House. Let me say Sir, so far as elimination of Riba and interest from the economic system is concerned, I do agree with Professor Khurshid that fixation of rate of return or profit in any form might arouse a suspicion that interest rate is still there or is being brought back through the back door. And it is one of our intentions to seek those Bonds and financial instruments which do not offer a fixed rate of return and which are based more and more on the concept of partnership and profit and loss-sharing. A number of these were introduced over the last few years and particularly in the period when you skillfully steered the finances of this country but in this budget also we have tried to introduce three more instruments. One, where we borrow money for profitable public enterprises like WAPDA or T&T or OGDC the suggestion was that the rate of return on those Bonds or borrowing instruments should be

linked with the rate of return of those profitable enterprises. In fact Sir, even in WAPDA Bearer Bonds which are under criticism by Professor Khurshid Ahmed, the rate of return was not fixed. It was minimum of 13.5% but it was also said in the Rules which were brought out that in case the return and capital employed by WAPDA exceeds 13.5 % in any year, WAPDA shall also pay the same to the holders of WAPDA Bearer Bonds. In other words anything above the minimum 13.5.% will be shared with the WAPDA Bearer Bond Holders.

A second instrument is where the Government may be borrowing money for non-profitable activities like hospitals, schools and roads where we have suggested whether it should be linked with the increase in gross national product in nominal terms. And the third one is auctioning of Treasury Bills so that the market determines rate of return on them.

Now, Professor Khurshid has suggested that while the first one may be very close to the spirit of Islam the other two do not fulfil it to the extent necessary. Sir, I am not an expert in the subject. I would seek very much both his views as well as views of others and of this honourable House as to what are those instruments or Bonds or other borrowing techniques which are more and more in line with the spirit of Islam and which do eliminate completely Riba or interest from the system because the Government will be very receptive to any such positive proposals. So far as the system of Zakat is concerned Sir, we realize some of the deficiences which have crept into this system which is, I think, one of its own kind which was introduced by you in your tenure and which has been appreciated greatly by countries outside its scope, its modalities, the way it has been handled but it is true that over time we have to keep reforming and restructuring it. The points that have been brought out by the honourable Senator, Behrawar Saeed, by Senator Jahangir Shah Jogezai and Senator Syed Abbass Shah in this respect will greatly command our intention. We already had a study commissioned on the Zakat System by Islamic Development Bank and an expert Dr. Kaf, who has done this work over the course of a year. There have been some other analysis also very useful ones which have been done and is also being referred to the Commission on Islamization of the Economy and I hope the Senators will give us some further constructive views how best we can reform this system.

May I suggest one thing Sir, the purpose of discussion under Rule 194 is basically to generate ideas and proposals from which the Government can benefit and it is in that spirit Sir, I would like to suggest that as soon as the new committees are constituted, may be the first meeting of the Committee on Finance should take up these very vital issues on which the Government is engaged at the moment, both the elimination of Riba from the system and the question of broadening and restructuring the Zakat and Usher System and it is in that Zakat Committee if we can do it in the first week of August or during the month of August it will be greatly helpful to us Sir, in reforming the system further on the lines that Islam has enjoined upon us. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you very much. I think it is a very constructive suggestion and I am sure the Committee. when it is reconstituted, will take it up.

Well this brings us to a close as far discussion on the first subject is concerned and it is about prayer time. So we adjourn to meet again at 10 to 8.00 P.M.

[Mr. Chairman.]

(The House adjourned for Maghrib prayer)

[The House re-assembled after interval with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair].

(VII) DISCUSSION ON SCIENCE AND TECHNOLOGY POLICY

Mr. Chairman : بسم اللہ الرحمن الرحیم

We take up the next item. Mr. Javed Jabbar to move that this House may discuss the Science and Technology policy of the country.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I crave your indulgence regarding the fact that despite this motion being put down on the Orders of the Day, at least to my knowledge the honourable Federal Minister concerned is not present in the House. I feel that this is a subject that deserves attention at the ministerial level and possibly a response to points that one hopes to raise. Mr. Chairman, may I request your indulgence in deferring this motion but not submitting it to the mercy of the ballot because it is a substantive subject. I think you should also, Mr. Chairman, on behalf of the House request Members of the Cabinet to be at least present on the day when their own subjects are scheduled to be discussed. Science and Technology has been like a step child. In any case now to disregard it at this time, what is the purpose of taking up this motion?

آپ بتائیں جناب چیئرمین

Mr. Chairman : That is entirely upto you as far purpose is concerned but there are a number of other motions dealing with policies of the Government in the field of education, in the field of technology, in some other areas and I am obliged to pick up only those motions which come up through the ballot. If you wish to postpone it or to defer it to some other day, you have to take a chance. It will have to go through the process of balloting once again.

Mr. Javed Jabbar : I would not take that chance Mr. Chairman.

Mr. Chairman : Then in that case you better move it.

Mr. Javed Jabbar : Surely some kind of advice from your side to the honourable Minister concerned may produce some results. He may be politically pre-occupied.

Mr. Chairman : Who is the Minister concerned ?

Mr. Wasim Sajjad : Mr. Chairman, Mr. Sartaj Aziz will deal with this motion. So there is no problem.

Mr. Javed Jabbar : But who is the Federal Minister concerned ?

Mr. Wasim Sajjad : Mr. Nisar Ali Khan.

Mr. Chairman : Well, I think, you better move your motion if you are not prepared to take the chance of another ballot.

Mr. Javed Jabbar : How can I? In this country, Mr. Chairman I. can not take a chance on such an issue because science and technology has in any case been given a very chancy kind of treatment by all governments.. So, therefore, I will use my right to move this motion. Sir, in a country pre-occupied with the very basic question of survival as we are and indeed on a day like this, a sad day, which has gone unfortunately so far unremarked in the proceedings of this House because earlier today an attempt to kill the Mayor of Hyderabad was made in my province of Sind which has created an entirely new situation in that Province and indeed may have repercussions in the rest of the country. I hope this does not lead to that situation but Mr. Chairman, we are living in an environment which is rife with so much uncertainty. The country has been perennially plagued by the very basic question of survival. Once again, one must remember the only country to lose half its territory after the second world war. In this context is it wishful or idealistic to talk about the science and technology policy? Just a few minutes ago in the Cafeteria when I mentioned this to some friends that I would be discussing this in the House hopefully, to-day, there was a spontaneous burst of laughter because to them itself the subject now seems absurd and I think that reaction typifies the tragedy with Science and Technology in Pakistan because from the very beginning even though the Quaid-i-Azam himself according to the records presided over a meeting at the end of 1947 to focuss attention on the need to promote science and technology in the country, the kind of treatment that we have given this most important subject can be borne out by some of the facts that will come to light in the next few minutes.

Mr. Chairman, I believe that an emphasis on science and technology at any given moment in any country's history is a human and global imperative. Leave alone an imperative of the Third World of the developing countries, the fact that human-beings exist upon this planet, the very fact of their evolution from a primitive state to what we are, the most extraordinary species created by Alah is in fact the most fundamental imperative that any community, any nation must pursue science and technology as a basic article of faith whatever faith they belong to.

Secondly, it is a religious imperative enjoined upon us by our faith 'Islam', a name that we are tireless in taking or misusing for political purposes but when it comes to applying the substance of Islam, when it comes to giving concrete shape to the the large body of already Islamic laws and principles that exist in the Constitution and on the statute books we remain un-Islamic. There is no need for further Islamic legislation in Pakistan. From the word 'go' the very concept of Pakistan implied, dictated a scientific technological approach to development and we have constantly violated it. It is also Mr. Chairman, an imperative specific to the psyche and the genius of the people of Pakistan who are a remarkable people, a people who are overwhelmingly illiterate, a people who are mal-nourished, a people whose majority do not have access to safe water supply, a people who are at the mercy of a very repressive system of power and yet it is a people blessed with such intrinsic intelligence and skill and talent that all one has to do, is to visit a workshop, visit the industrial belts that have spring up in the Punjab over the past forty years particularly. All one has to do, is to walk down Lawerence Road in Karachi or in-

[Mr. Javed Jabbar]

deed Landhi or Malir and you find people who have never been to school or college or university, who have never been near a technological institute, able to instantly understand sophisticated mechanical process, able to repair, able to innovate and able to stitch together technology which meets the urgent needs of our people. This is the people that have also produced a man such as Dr. Abdus Salam, winner of the Nobel Prize of Physics, a man such as Dr. A. Q. Khan who has helped us explore the mysteries of nuclear energy, a man such as Dr-Saleem-U-Zaman Siddiqui and others who are known. Indeed the people of Pakistan from the very beginning gave proof of their ability to master science and technology but it was the repressive system of power dominated by a feudal hierarchy that has willfully deprived them of the opportunity to master science and technology because science and technology is a liberating process. It liberates people from ignorance and it liberates people from those tentacles of power that have always controlled such deprived society.

Mr. Chairman, I feel sometimes when I look at how the system in Pakistan, how the various governments in Pakistan, have treated science and technology, almost as if time has stood still. We began to violate the precepts of the Quaid-i-Azam in any case soon after his death if not during his life time. Because, if we remember, he presided over a meeting to formulate a direction for science and technology at the end of 1947. It took us 28 years from that date, 28 years for the first formal initiation of the formulation of a science and technology policy which goes to the credit of the government in power in 1975. From 1947 to 1975 no attempt was made to formulate one of the most basic documents required by a country of the Third World, Fourth World, Second World whichever World, it was absurd that Pakistan continued for 28 years without a coherent or even an incoherent science and technology policy. But wonders do not cease there Mr. Chairman, it is one thing to begin the process of formulating a policy, it then took them the right royal time of nine years to actually bring out a policy and this brought us into the enlightened age of Martial Law in 1984 and we have this dubious distinction to bless Martial Law with that it was under the cover of Martial Law that the first science and technology policy of Pakistan was actually declared.

But even then, wonders do not cease, because after finally being formulated and printed and read by those few misguided people who happened to be interested in this subject, there came about, according to my information, a basic point of issue regarding whether there was a need to improve integration within the science structure of Pakistan because as we will see later as many as six different Ministries or Divisions are concerned with the development and implementation of science and technology or research and development but then in characteristic fashion the first had that delay of 28 years, followed by a delay of nine years and when it came to a question of Cabinet Division which is often the seat of great power in this country, the power behind the power, it took them three years to write a summary on whether SUPARCO which for some mysterious reasons continues to be under the Cabinet Division should be transferred for administrative convenience and efficiency to the Ministry of Science and Technology.

Now, we come up to 1988 and 41 years later we are still not clear whether we do have a science and technology policy which receives the support of government Ministries and Departments. That is the mystery which I would have liked my honourable friend, the Federal Minister to answer but I hope, that he is patient enough to go through a transcript of this presentation and I doubt

that he will have the time or the inclination to do so but knowing that he is a sincere looking and working youngman, I hope, that he gives sometime to this most vital issue and whenever he chooses to respond to this presentation, I hope, that he is able to give a credible explanation as to what is the fate of this great science and technology policy that was like a multi-million dollar production of a film like 'Cleopatra' that took about eight years to produce and cost millions of dollars. Did it finally lay an egg at the end of those 41 years or is it in the process of hatching some new kind of species? Because even, I mean, it is interesting that, in fact, the very first recommendation of the science and technology policy was the creation of a National Commission on Science and Technology. In Pakistan, as in other countries this is a strange assumption that if you want to give lip service as to how important the subject is, you should make the President of the country or the Prime Minister, the Governor or the Chief Minister or a Minister, a patron or a President or a Chairman of that Commission. The moment you do this, it is assumed that all will be taken care of ; all problems will be solved because you have good patronage backing you.

Now, in this case, Mr. Chairman, the mystery is that the very first recommendation of the science and technology policy was the creation of a National Commission on Science and Technology and that was in 1984. In 1985, we had a redefinition of what is an operational chief executive, a unique experiment in the sharing of power, and it is to the credit of both the President and the previous Prime Minister that they agreed to share power in this most relevant sector and who was originally going to be the Chairman, the President, was replaced by the Prime Minister. But alas, the Prime Minister himself did not find the time in the three years that he held that office to initiate or to conduct a single meeting of that National Commission on Science and Technology. Even though the technology policy required that this Commission should meet at least once every six months. Now, when the Chief Executive of the Government of Pakistan violates a policy that he has adopted what can one say. One stands up here and defends the privilege, the right of the previous government to have continued in office because one has this mistaken notion that they should not have been dismissed; that the legislature should not have been dissolved unless it was part of a national agreement because they claim to uphold law and order; they claim to uphold the Constitution and here, tragically, we have an example of a matter of national interest being disregarded by the previous Prime Minister.

Now, excuses can be made that he was operating under very difficult circumstances ; the country was faced with internal threats and external threats but that alas cannot be accepted. Because once you accept the onerous office of the Prime Minister, you accept all the liabilities that go with that office. Once you want to be the President of a country, you accept the liabilities and the assets and the assets often outweigh the liabilities and it bends once mind as to how even two hours out of three and a half years one cannot find time to preside over a commission and this is the joint responsibility, the honourable President of this country cannot be exempted from becoming accountable on this issue. How is it that when he and his colleague in office the former Prime Minister had the time to go to so many socially meaningless functions, umpteen number of valimas and births days and utterly ritualistic ceremonies throughout the corners of this country, they could not find three hours, five hours, two hours to preside over a Commission that they were duty bound to do.

[Mr. Javed Jabbar]

Mr. Chairman, until the end of the 5th Five Year-Plan, the financial allocation to science and technology which is another reflection of how this whole system operates, how it discriminates against science and technology until the end of the Fifth Five-year Plan, according to the Government's own data less than 0.2% of the GNP was allocated to science and technology. Whereas the United Nations has time and again recommended that for developing countries the minimum allocation should be 1%, the developed countries allocate 2.5%, if not more. But the U.N. said, take 1%. Now for about 30—34 years we ignored the ruling of the United Nations to which we otherwise turn very frequently whenever it suits our purposes. Unfortunately, for hypocritical purposes sometimes we quote the United Nations but when it comes to actually improving the quality of life and development of this country we calmly ignore what the United Nations advises us to do. It was only in the Sixth Five-year Plan that an ambitious recommendation was made to increase the allocation to 0.45% but those misgivings about the Sixth Five-year Plan turned out to be true because in 1986-87 suddenly in the middle of the Annual Development Programme as usual the Sixth Five-year Plan was brought down to the reality of the earth and an allocation of about 110 million rupees for science and technology was arbitrarily cut to about Rs. 80 million, and, of course, one can imagine what happens to those 80 million because when you look at the priorities defined by the Science and Technology Policy and you compare that to the actual financial allocations made to achieve those very priorities, one finds a very amusing disparity or discrepancy, for instance, the Science and Technology Policy says that we have various priorities for research and development; the first priority should be Food and Agriculture ; the second priority should be Irrigation and Water Resource Management; there can be no dispute with this because 75% of our people depend on those two sectors but when you look at the actual allocation out of those meagre 80 million, say in one given year, one finds that Irrigation and Water Management gets less than 6%, the first priority gets less than 6% and as for housing where there is a shortage of housing, where they need to develop alternative modes of housing construction in a country where the conventional Western developed concepts of housing have led to colossal wastage, in housing the investment in research and development has been less than 0.5% whereas housing has also been given a priority status in the Science and Technology Policy.

Sir, in funding, science and technology, it is said that the universities constitute the second level. One is the non-university level where you go into a professional work environment, where at a postgraduate level you pursue science and technology, but at the intermediary level, the foundation level, because after all the primary educational system should be the basis for the ultimate development of science and technology, it has not been given due importance. Even there in the universities we find that of the resources allocated to the universities about 1% only is allocated to research and development whereas the standard in other countries is as high as 33%. So, we are 32% behind in allocating what is an inherent right of the universities to be able to stimulate and fund research at a technological and practical level. Now, this has a direct consequence because out of 19 universities in Pakistan, the grand total of Ph. Ds that they are able to produce every year is less than 19. I mean it is not even one Ph. D. per university and I doubt if any other country in this world can match this abysmal record. I mean if certain of our very friendly brother States in Africa or Central America were to produce a statistic like this it might be acceptable because their other levels of development

cannot be compared to ours but to have a country where you have 19 universities and we cannot even produce 19 Ph. Ds. is an insult to the people of this country because they have the intelligence to produce 1900 Ph. Ds. If Britain with half of our population can produce 5000 Ph. Ds. a year why is it that the people of Pakistan cannot double, treble, quadruple the production of Ph. Ds. in Pakistan. Because without that level of manpower we cannot even begin to make up for the constantly increasing gap between us and leave alone the countries of the first world, the countries of the third world—countries such as India whose pace of investment in research and development has far overtaken ours long ago. So, if we are to in any way bolster ourselves against a strong neighbour we have to take a fundamental review of sectoral allocations.

Sir, the lack of financial commitment has sunk to such a level that according to my information, and I would like to be corrected by the Minister if my information is incorrect, Pakistan has not even become a member of the International Union of Pure and Applied Physics—a field in which we have produced a Nobel Prize' Winner. We have not found fifteen hundred dollars per year which is their annual membership dues. We do not want to pay it or for some mysterious reasons, Pakistan does not want to be part of the International Union, having produced a Nobel-Prize Winner. If at the end of the debate or at some future point we can be enlightened on this point we would be very appreciative.

According to the World Plan of Action, Mr. Chairman, for every country's one million people there should be 1400 scientists and out of this 1400 scientists at least 10% should be engaged in research and development. We are of course far below that figure. We are not even 3% or 3.5%. So, even though over the forty years we probably have built up a certain number of scientists, very few of them are actually engaged in productive research.

Sir, when you look at the structure of science and technology, there is very clearly a need for fundamental review of the integration policy. There are too many Ministries and Divisions concerned with this and while one appreciates that the Ministry of Agriculture has to keep an eye on Pakistan Agricultural Research Council, there is a need to review the position of SUPARCO, there is a need to see whether even Pakistan Atomic Energy Commission despite the confidentiality aspects of our work in that field requires greater integration into the main stream of science and technology in Pakistan.

Sir, I have looked through the records available in the Senate Library, I have also looked into other sources but I did not find a satisfactory up-dated evaluation of the science & technology Policy implementation on the ground because the original document mentions certain priority areas, it also mentions certain concerns and I think the Senate Standing Committee on Science & Technology could be taken into confidence initially and that document should also be made public so that we know whether those grandeur plans or whether some of those very sensible proposals made in that Policy have actually been implemented.

[Mr. Javed Jabbar]

Above all, Mr. Chairman, I think we need political will and commitment to science & technology. I do not blame my very honourable colleagues for this reaction but just before I began to make this presentation I was told, "keep it short", because there are other motions on the agenda. I appreciate it. The country is faced with a host of priorities and I do not wish to take up any one's precious time but Mr. Chairman, unless this House, the Upper House of Parliament, and now the sole custodian of the democratic conscience, persuades, cajoles, begs the honourable Federal Ministers to give this the kind of political backing that it needs, no amount of speeches that we make here and no amount of effort is going to help because there is a lack of political continuity in office. The science & technology Division is treated like a little give-away to and one becoming a Minister. Obviously, it is not supposed to be the Ministry of real political power but when people go into the Cabinet, one expects that they will also appreciate the relative priorities that this country faces and that Science & Technology should not be shifted from one Minister to another Minister every six months like all the other portfolios. At least for Science & Technology choose one person for his integrity, for his commitment, for his knowledge of Science and give him a five year lease on that office—whichever party comes to power we do not care because on science & technology, on education, on health there is a national consensus and if that perosn is capable I am confident that any new government would be willing to respect his credentials and allow this continuity of direction and supervision because without it one cannot see any thing developing from a grass-roots level upto the apex, whichever it is. Of course, symbolically the apex in our case you can judge by the height of the building—the Presidency is at a higher leval than even the Parliament which represents the will of the people. I hope that this commitment seeps from wherever that level belongs down to the grass-roots and *vice versa*.

There is a need for this Cabinet, even though it is a Caretaker Cabinet, I think, they are taking a number of very fundamental decisions whether it is the Sharia Ordinance, whether it is other decisions—this Cabinet is faced with a historic opportunity to do something substantive and meaningful on science & technology. Thank you.

Mr. Chairman: One correction—the President is also a part of this Parliament. Any other honourable Member ? Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین ! میں اپنے عزیز بھائی جاوید جبار صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے ballot کے option کو اختیار نہیں کیا اور ہمیں آج سائنس اور ٹیکنالوجی کی پالیسی پر بات چیت کرنے کا موقع دیا خود میں نے اس مسئلے کو سینیٹ کے چودھویں اور پندرھویں اجلاسوں میں اٹھایا

تھا اور ballot میں آنے کے باوجود بھی اس پر گفتگو نہ ہو سکی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم موقع ہے اور انہوں نے جن مسائل اور پہلوؤں کی طرف ہمیں متوجہ کیا ہے۔ وہ اس لائق ہیں کہ یہ ایوان اور حکومت ان پر سنجیدگی سے غور کرے۔

جناب والا! میں ان نکات کا اعادہ نہیں کروں گا جو جاوید جبار صاحب نے بڑی لیاقت کے ساتھ پیش کئے ہیں۔ میں سب سے پہلے جس مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی دراصل پوری دنیا اور پھر ایک سوسائٹی کی ایک خاص ضرورت کو ظاہر کرتے ہیں۔ سائنس کا تعلق ان تمام علوم سے ہے جو تجربے اور observation کے ذریعے سے ہم حاصل کرتے ہیں اور ٹیکنالوجی اس کے انطباق کے ذریعے سے وجود میں آتی ہے۔ اور وہ قوت فراہم کرتی ہے جس کے ذریعے ایک معاشرہ ایک قوم ایک ملک اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لائق بنتا ہے۔

جناب والا! یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کوئی بیسویں صدی کی چیز نہیں ہے۔ جس وقت انسان نے دو پتھروں کو رگڑ رگڑ کر آگ کی چنگاری پیدا کی تھی سائنس اور ٹیکنالوجی نے اپنے سفر کا آغاز اسی وقت سے کر لیا تھا اور ہر دور میں انسان نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ وہ مہارت حاصل کرے وہ علوم حاصل کرے اور پھر ان علوم کے ذریعے وہ قوت حاصل کرے جس سے وہ اپنے گھر کو بھی درست کر سکے اور بیرونی دنیا میں اپنا رول ادا کر سکے۔ قرآن مجید نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ تخلیق آدم کے وقت جو صلاحیت انسان کو دی گئی اور جس کی بنا پر اس کی بالا تری تمام مخلوقات پر قائم ہوئی

[Prof. Khurshid Ahmad]

وہ علم ہے ۔ یہ حصول علم دراصل وہ معاملہ ہے جس سے انسان انسان بنا اور جب تک انسان اس صلاحیت کو باقی رکھتا ہے ۔ اس میدان میں اپنی ذمہ داری پوری کرتا ہے وہ صحیح معنی میں انسان کا رول ادا کرتا ہے ۔ جناب والا! قرآن نے ہم کو اس بات کی بھی تعلیم دی ہے کہ ہم اپنے گھوڑوں کو تیار رکھیں گھوڑوں کی تیاری محض گھوڑوں کی تیاری نہیں ہے بلکہ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ وقت کی ٹیکنالوجی میں تمہیں مستعد ہونا ہے ۔ اور نہ صرف مستعد ہونا ہے بلکہ اس پوزیشن میں ہونا ہے کہ تم دوسروں کا مقابلہ کرسکو ۔ اس سے آگے نکل سکو اپنا حقیقی مقام حاصل کر سکو۔ اور یہی وہ چیز ہے جو اسلام نے مسلمانوں میں بیدار کی تھی ۔

جناب والا ! میں کسی علمی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اگر سائنس کا معنی observation اور experiment ہے اگر سائنس کا معنی inductive method کا استعمال ہے اگر سائنس کا empirical resources کو استعمال کرنا ہے تو Mediaeval Science Greek Science اور Alexandria کی science کو سائنس نہیں کہا جا سکتا۔ مسلمانوں نے ان techniques کو اختیار کیا اگر آپ کسی اہم تاریخ و تہذیب کی کتاب کا مطالعہ کریں تو آپ یہ پائیں گے کہ اس بات کا اعتراف کیا جا رہا ہے کہ یہ مسلمانوں کا unique contribution ہے اور پھر مسلمانوں نے اس کے لئے خود قرآن سے رہنمائی لی ہے ۔ اگر قرآن نے اقوام کے rise and fall کا ذکر کیا ہے تو مسلمانوں نے اس سے صرف تاریخ ہی نہیں پڑھی بلکہ جغرافیہ

بھی دریافت کیا ہے ۔ ان اقوام کے حالات کا مطالعہ کیا globe-trotting. کی chemical analysis, Meteorological development وہ ساری چیزیں مسلمانوں نے کیں ۔ لیکن جناب والا ! آج ہم نے ان چیزوں کو دوسروں کے لئے چھوڑ دیا ہے اور جو چیلنج عالم اسلام کو درپیش ہے اس کے بارے میں ہم مجرمانہ غفلت برت رہے ہیں میری نگاہ میں جناب والا ! سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی اہمیت آج کے مسلمان کے لئے آج کے پاکستان کے لئے اور بھی زیادہ ہے کہ خواہ آپ زندگی کے کسی میدان میں جائیں خواہ اس کا تعلق معیشت سے ہو infrastructure development سے ہو ، ڈیفنس ٹیکنالوجی سے ہو ۔ ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم صرف ٹرانسفر آف ٹیکنالوجی تک محدود نہ رہیں بلکہ ہم ٹیکنالوجی کو transform کریں ۔ ہم اس کو adopt کریں ۔ ہم یہ دیکھیں کہ ہم کس طرح ٹیکنالوجی پر قدرت حاصل کر سکتے ہیں اور پھر کس طرح اس ٹیکنالوجی کو اپنے حالات اپنی ضروریات اپنے مقاصد اپنے عزائم سے ہم آہنگ کریں ۔

جناب والا ! میں انگلستان اور جاپان کی چھوٹی سی مثال آپ کو دینا چاہتا ہوں ۔ دونوں نے اپنے اپنے انداز میں صنعتی انقلاب برپا کیا ۔ اور دونوں نے دنیا کی تاریخ پر اپنے نقوش ثبت کئے ۔ لیکن اگر آپ ٹیکنالوجی کے نقطہ نظر سے جائزہ لیں گے تو آپ یہ دیکھیں گے کہ انگلستان نے چونکہ مخصوص حالات سے ایک مسابقہ تھا ، جس میں کوئلہ اور لوہے کی افراط تھی ۔ ان کے پاس ایک خاص سائنسی بیک گراؤنڈ موجود تھا ۔ انہوں نے جو structure develop. کیا جو technology develop

[Prof. Khurshid Ahmed]

کی وہ capital intensive تھی ۔ انہوں نے کوئلے سے energy develop کرنے کی کوشش کی ۔ جس کے نتیجے میں انتقال آبادی واقع ہوا اور اس نے بے شمار مسائل پیدا کیٔے ۔ جس میں slums کا بننا اور انڈسٹریل تہذیب کی تمام تناقضات شامل ہیں ۔ جاپان نے اس کے مقابلے میں اپنے مخصوص حالات اپنی آبادی اپنی volcanic limitations کی بنا پر اسی بات کی کوشش کی کہ کوئلے کے مقابلے میں بجلی کی ٹیکنالوجی کو استعمال کریں ۔ capital intensive کے مقابلے میں labour intensive technique develop کی اور اس طرح ساری ٹیکنالوجی اور infrastructure اسی انداز میں بنایا جو اس کے حالات اور اس کی ضروریات کے مطابق تھا ۔

در اصل پاکستان کو اور دوسرے ترقی پذیر ممالک کو بھی یہی مسٔلہ درپیش ہے ۔ ہمارے مسائل کا حل محض ٹیکنالوجی کو امپورٹ کر لینے میں نہیں ہے ۔ ہماری اصل ضرورت ٹیکنالوجی اور اس کی prospect کو سمجھنا ہے اپنے حالات کا جائزہ لینا ، اپنے social system کا مطالعہ کرنا اور اس تحقیق کرنا اور پھر یہ دیکھنا کہ ہم کس طرح جدید ٹیکنالوجی کو adopt کریں transform develop کریں ، تاکہ وہ ہماری ضروریات کو پورا کر سکے ۔

جناب والا ! اس بات کا کہنا آسان ہے لیکن اس کے کرنے کے لیٔے ان چیزوں کی ضرورت ہے ۔ یہ در اصل چیلنج سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی پالیسی کا ہے ۔ لیکن جس طرح میرے دوست جاوید جبار نے کہا کہ

حقیقت میں ہم آجتک سائنس اینڈ ٹیکنالوجی پالیسی develop ہی نہیں کر سکے ہیں۔ جس document کا ذکر کیا گیا ہے مجھے بھی اسے پڑھنے کا موقع ملا ہے اور ۹ سال پہاڑ کھودنے کے بعد جو چیز برآمد ہوئی ہے وہ ہماری توقعات پر پوری نہیں اترتی اور پھر اس سے آگے بڑھ کر اپنی ساری limitations اور کمزوریوں کے باوجود جو پالیسی بنی تھی اس پر بھی آج تک سنجیدگی سے عمل نہیں کیا گیا۔ یہ ہے جناب والا! ہمارا سانحہ۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے لئے تین میدان ہیں۔ جہاں دنیا میں ہمیشہ کام ہوا ہے۔ سب سے پہلا ادارہ تعلیم کا ہے۔ دوسرا ہے تحقیقی ادارے اور پھر تیسرا ہے صنعت کا میدان یہ وہ تینوں میدان ہیں جہاں پر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی پروان چڑھتی ہے۔ تحقیق ہوتی ہے۔ نئے تجربات کے لئے زمین ہموار کی جاتی ہے۔ ان پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے لیکن آپ ذرا ان تینوں کی حالت اپنے ملک میں دیکھئے۔ تعلیم کی زبوں حالی پر دل خون کے آنسو روتا ہے quantitatively آپ اس میدان میں اسی مقام پر کھڑے ہیں۔ جہاں آج سے بیس سال پہلے تھے اور qualitatively آپ میلوں اور کوسوں پیچھے جا چکے ہیں۔ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ آپ کے تعلیمی نظام کو بالکل ابتداء ہی میں حقیقی ضروریات کو سامنے رکھ کر reformulate کیا جاتا۔ آپ کی بنیادی ضرورت یہ تھی کہ سب سے پہلی چیز یہ کہ ہر بچہ زبان سیکھے۔ آپ زبان کے بارے میں آجتک پالیسی نہیں بنا سکے وہ قومی

[Prof. Khurshid Ahmad]

زبان ہو یا انگریزی زبان ، کیا اس کو مقام حاصل ہو کس طرح آپ طالب علم کو اس لائق بنائیں کہ وہ خود سوچ سکے ۔ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکے ۔ وہ اپنے لیئے دنیا سے فائدہ اٹھا سکے ۔ یہ تھا کام زبان کا۔ دوسری چیز اس کا دین ، ایمان ، اخلاق ، کردار اس کی تہذیب اور معاشرت ہے ۔ آپ کی تعلیم نہ اس کو زندگی کا مقصد دے سکی نہ اس کے اخلاق وکردار کی تعمیر کر سکی ۔ نہ اس کو اپنی تہذیب سے آشنا کر سکی ۔ نہ اپنے ماحول سے اس کو آگاہ کر سکی اور تیسری چیز تھی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی جس کے لئے mathematics کلیدی حیثیت رکھتا ہے ۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر آگے تک آپ کا تعلیمی structure ان تینوں ضروریات کو سامنے رکھ کر develop ہونا چاہیئے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ دوسرے subjects آتے رہیں گے ۔ میں جب بچوں کو سکول میں جاتے دیکھتا ہوں ۔ میرے بچے اس مصیبت میں مبتلا ہیں ۔ آٹھ آٹھ سال کے بچوں کو روزانہ جو کتابیں لے جانا پڑتی ہیں وہ donkey's load ہیں لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی نہ ان کے ذہن کو جلا بخش رہی ہے نہ ان کی اندرونی صلاحیتوں کو بروئے کار آنے کا موقع دے رہی ہے نہ ان کے اندر حقیقی مہارتیں پیدا کر رہی ہے ۔ آج یورپ اور امریکہ کا بچہ سیکنڈری سکول کے اندر کمپیوٹر استعمال کر رہا ہے ۔ میں نے خود آٹھ آٹھ نو نو سال کے بچوں کو Computer Games ہی نہیں باقاعدہ Computer Science استعمال کرتے ہوئے دیکھا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب تک آپ اس کو Basic grounding in Mathematics

نہ دیں گے وہ یہ کام نہیں کر سکتا لیکن ہمارے ہاں تعلیم جو ہے اس میں ہر سطح کے اوپر خواہ وہ Primary ہو، خواہ وہ Secondary ہو، خواہ وہ University Education ہو، Universities کا حال کیا ہے طالب علم کو پڑھنے سے دلچسپی نہیں ہے، اساتذہ کو پڑھانے سے دلچسپی نہیں ہے۔ تحقیق کی طرف کوئی کوشش نہیں کی جا رہی ہے، یونیورسیٹوں سے جو Journals نکلتے ہیں انہیں دیکھئے یونیورسٹیز کے رسائل میں جو مضامین لکھے جا رہے ہیں ان کا مطالعہ کیجئے، ایک ایسی کیفیت ہے کہ جس سے یہ سمجھ نہیں آتا کہ ہمارا مستقبل کیا ہوتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ آج سے تین سال پہلے جو ہمارا معیار تھا یونیورسٹیز میں لکھے جانے والے مضامین کا، جو Journals اس وقت آ رہے تھے وہ کہیں زیادہ بہتر تھے بہ نسبت اس کے کہ جو آج آ رہے ہیں،

دوسرا میدان تحقیقی اداروں کا ہے ان تحقیقی اداروں کے بارے میں غالباً ۸ یا ۹ سال پہلے ڈاکٹر ہاشمی نے ایک رپورٹ تیار کی تھی کہ اب تک پاکستان میں جو تحقیق ہوئی ہے اس کا ایک Compendium, سا تیار ہو جائے جو ملک کی ضرورتیں ہیں جو ہمارے Living Issues ہیں خواہ ان کا تعلق Industry سے ہو یا labour سے ہو یا Technology سے ہو یا Defence سے ہو آپ یہ پائیں گے کہ ان موضوعات پر ہمارے ہاں کام نہیں ہوا۔ جن موضوعات پر کام ہو رہا ہے وہ Irrelevant ہیں، مجھے کئی سال ہو گئے اس رپورٹ کو پڑھے ہوئے لیکن جب میں نے اس کو پڑھا تھا تو میں نے Analyse کیا تھا اور میں نے یہ پایا تھا کہ ۸۰ فیصد جو

Topics for Research دیئے گئے تھے وہ وہ تھے جو یا تو Irrelevant ہیں یا Low priority کے ہاں یا محض اس لئے دیئے گئے ہیں کہ ایک شخص کو اس لیۓ کام کرنا پڑا کہ اس کا سپروائزر اس کام میں Interested تھا، یہ نہیں کہ میرے ملک کی یہ ضرورت تھی۔

جناب والا! یہ حالت ہے آپ کے تحقیق کے اداروں کی، پھر تحقیق کے اداروں میں کوئی Co-ordination نہیں ہے کوئی Evaluation نہیں ہے، بہت سے سفید ہاتھی وجود میں آ گئے ہیں جہاں یہ بات درست ہے کہ ہم نے Resources فراہم نہیں کیۓ وہاں مجھے اس تلخ حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ کہ ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ سائنس فاؤنڈیشن کو وزیر پلاننگ نے رقوم دیں اور انہوں نے کہا کہ ہم ان کو utilize نہیں کر سکتے، یہ دونوں پہلو ہیں دونوں کو سامنے رکھیۓ، بلاشبہ یہ درست ہے کہ ہمارے ہاں جو وسائل سائنس کو ریسرچ اور ڈویلپمنٹ کے لئے دیئے جا رہے ہیں وہ بے حد کم ہیں کوئی مقابلہ نہیں ان کا اس ضرورت سے جو ملک کی ہے یا جو دنیا کے دوسرے ممالک کر رہے ہیں اور محض ترقی یافتہ ملک ہی نہیں مثلاً ترکی میں جو کچھ ہو رہا ہے جو چیزیں کوریا میں کی جا رہی ہیں ہم ان سب سے پیچھے ہیں لیکن اس کا دوسرا غمناک پہلو یہ ہے کہ جو وسائل دیئے گۓ mis-use ہوئے ہیں ہر جگہ ہم نے ٹھاٹھ باٹھ جمانے کے لیۓ Non-productive کام انجام دینے کے

لئے ان وسائل کو استعمال کیا ہے کوئی Study cost effectiveness
کی ہونے چاہیئے معلوم ہونا چاہیئے کہ جو کچھ وسائل قوم نے دیئے ہیں
اس کے بدلے میں قوم کو کیا دیا گیا۔

جناب والا! تیسرا میدان انڈسٹری کا ہے، آپ کو معلوم ہونا چاہیئے
کہ آج یورپ اور امریکہ میں تقریباً آدھی ریسرچ انڈسٹری میں
ہو رہی ہے حال Industry Policy میں Development Policy
میں ہمارے Plans میں آپ کو کوئی ذکر اس چیز کا نہیں ملے گا
ہمارے صنعت کار کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ مزدور
کس حالت میں ہے، ٹیکنالوجی کہاں جا رہی ہے، اس کے
Components کیا کام کر رہے ہیں، وہ خود آئندہ کس طرح
زیادہ بہتر بن سکتے ہیں۔ جناب والا! سائنس و ٹیکنالوجی پالیسی کے
یہ وہ سارے پہلو ہیں جن کو سامنے رکھنا چاہیئے، مجھے مکمل اتفاق
ہے اس بات سے کہ اس کے لئے Vision کی ضرورت ہے اس کے
لئے Continuity کی ضرورت ہے اس کے لئے Political Will
کی ضرورت ہے اور اس کے لئے Accountability کی ضرورت ہے اگر
یہ چیزیں ہم فراہم کر دیں تو حقیقت یہ ہے۔ کہ اس قوم میں بڑی
صلاحیتیں ہیں جناب والا! کیا وجہ ہے کہ آپ کے مزدور کی پاکستان
میں lowest Product ہے لیکن یہی مزدور جب انگلستان میں جاتا ہے
جب ڈنمارک میں جاتا ہے جب سوڈان میں جاتا ہے تو یہ وہاں کے
Local workers سے Compete کرتا ہے اور اس کی
Performance local workers سے بہتر ہوتی ہے، آپ کے

[Prof. Khurshid Ahmed]

سائنسدان آپ کے ڈاکٹر آپ کے انجنیئر ، آپ کے آرکیٹیکٹس جہاں بھی دنیا میں گئے انہوں نے اپنے لئے ایک مقام پیدا کیا لیکن اگر ان کی گنجائش کہیں نہیں ہے تو وہ اپنا ملک ہے اگر کہیں ان کی عزت نہیں ہے تو وہ اپنا ملک ہے اگر کہیں ان کے لئے دلوں کے دروازے نہیں کھلتے تو وہ اپنا ملک ہے یہ ایسی صورت حال ہے جس پر ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے ۔

جناب والا ! میں آپ کو اپنے ملک کے دو افراد کے واقعات بتاتا ہوں ، کراچی میں ایک مکینک ، جس کا ذکر جاوید جبار صاحب نے بھی کیا ہے ، یعنی گاڑی ٹھیک کرنے والا ایک مستری جسے دو جملے پڑھنا نہیں آتے لیکن مرسیڈیز کی ٹیکنالوجی پر اسے اتنا عبور حاصل تھا کہ وہ گاڑی اسٹارٹ کرکے بتا دیتا تھا کہ کہاں کیا خرابی ہے وہ کبھی جرمنی نہیں گیا تھا اس نے کبھی کوئی پلانٹ نہیں دیکھا تھا ، مجھ سے خود دو Industrialists نے بیان کیا کہ ایک بزرگ جنہیں اردو کے علاوہ کوئی زبان نہیں آتی تھی ۹۰ سال کی ان کی عمر تھی بوائلر ٹیکنالوجی میں ان کا یہ حال تھا کہ سندھ میں جو بھی شوگر مل لگی ہے مل والوں نے اصرار کیا ہے کہ یہ بزرگ آئیں اور اپنے ہاتھوں سے مل لگائیں باہر کے ٹیکنیشنز آتے تھے وہ تعجب کا اظہار کرتے تھے کہ یہ ان پڑھ ٹیکنیشن کس طریقہ سے ہم سے زیادہ بوائلر ٹیکنالوجی جانتا ہے تو یہ صلاحیت ہمارے ملک میں موجود ہے کاش کہ ہم اس صلاحیت کو استعمال کریں ، اس کو encourage کریں ، اس کے لئے مواقع فراہم کریں اور وہ نظام بنائیں جس میں یہ صلاحیتیں صحیح خطوط پر ترقی پا سکیں اور ملک کی خدمت کر سکیں ۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب بنگلزئی صاحب۔

میر حسین بخش بنگلزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب گرامی قدر چیئرمین صاحب! آج ملک کی سائنس و ٹیکنالوجی کی پالیسی زیر بحث ہے اس مقتدر ایوان میں، میرے محترم ساتھیوں نے جن زریں خیالات کا اظہار سائنس اور ٹیکنالوجی کی پالیسی پر فرمایا وہ یقیناً اس قدر تفصیلی ہے کہ اس پر مزید کچھ کہنے کے لئے بہت کم خیالات باقی رہ جاتے ہیں، مجھے اپنے ساتھیوں کی ان تجاویز سے، ان کے خیالات سے جناب پورا پورا اتفاق ہے کہ ہم نے پاکستانی قوم کی حیثیت سے پچھلے چالیس سال میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی طرف کوئی پیش رفت نہیں کی؛ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے کبھی بھی اس میدان میں سنجیدگی سے سوچنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی اور سنجیدگی سے سائنس اور ٹیکنالوجی کی طرف نہ سوچنا یقیناً اس قوم کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے۔

جناب والا! اسلامی روایات کے لحاظ سے اگر میں اس موضوع پر کچھ کہنا چاہوں تو میں ان جملوں سے اپنی بات شروع کروں گا کہ دنیا میں سرفرازی ان قوموں کو نصیب ہوتی ہے جن کے پاس علم اور حکمت ہو، علم اور حکمت کا جہاں تک تعلق ہے یہ سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق ہے۔ known history کے اندر آج ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کے اندر انتہائی advanced دور میں زندگی گذار رہے ہیں دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کا شمار یقیناً known history کے اندر آج سب سے زیادہ Advanced age میں ہوتا ہے، تیسری دنیا میں اور بالخصوص پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی Advancement میں ہم بہت

[Mir Hussain Bakhsh Bangalzai]

ہی پیچھے ہیں کیوں پیچھے ہیں بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے کبھی بھی اسکے متعلق سنجیدگی سے نہ سوچا اور نہ ہم نے اس کے لئے منصوبہ سازی کی ہے، جناب! یہ افسوس کا مقام ہے، میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں پچھلے تین سال سے سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی کا ممبر ہوں مگر آج مجھے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس تین سال کے عرصے میں صرف ایک دفعہ اور وہ بھی ایک گھنٹے کی میٹنگ ہوئی جس میں ایک چھوٹا سا Briefing ہوا اور اس کے بعد اس میٹنگ میں بھی میں نے یہی بات کی کہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم ٹیکنالوجی کی دنیا میں بہت پیچھے ہیں جب کہ آج ہمیں ٹیکنالوجی کی طرف بڑی زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ اس کے لئے کافی گرانٹ allocate کرنی چاہیئے اور ہمیں یونیورسٹیوں کے اندر ریسرچ کو انٹروڈیوس کرنا چاہیئے اور آج جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ٹیکنالوجی کے میدان میں وہ پی۔ایچ۔ ڈی جو ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر کے ریسرچ کرتے ہیں اور نئے خیالات کا اظہار کرتے ہیں وہ قوم کو ایک نئی ترغیب دیتے ہیں لیکن ان کی تعداد بالکل صفر ہے اس سے بڑھ کر اور کیا اظہار تاسف کیا جائے کہ ہم نے اس معاملے میں بالکل اپنی قوم کو کورا رکھا ہے لہٰذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ یہ گورنمنٹ موجودہ دنیا کی ریکوائرمنٹ کے پیش نظر سائنس و ٹیکنالوجی کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دے۔ یونیورسٹیز کو گرانٹ مہیا کرے اور کوالٹی کے لحاظ سے ملک کے اندر سائنس و ٹیکنالوجی کے ایکسپرٹ پیدا کرے۔

جناب والا! یہ صرف کہنے کی باتیں نہیں ہیں جاوید جبار صاحب

نے بالکل بجا فرمایا کہ جب کبھی بھی وزارتوں کی تقسیم ہوتی ہے تو سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے محکمے کو taken as granted کے طور پر کسی بھی وزیر صاحب کے حوالے کیا جاتا ہے کہ یہ بھی ایک محکمہ ہے آپ ہی چلا لیں یعنی کمزور ترین محکمہ جس کی اس ملک میں کوئی importance ہی نہیں ہے جبکہ آج کی دنیا میں سائنس و ٹیکنالوجی کی سب سے زیادہ اہمیت ہے اور پاکستان کو سائنس و ٹیکنالوجی کے اندر کتنا آگے بڑھنا چاہیئے تھا اگر پچھلے ۴۰ سال کی تاریخ کو ہم دیکھیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید ایک انچ تو درکنار ہم ایک اینچ بھی دنیا کے مقابلے میں اس میدان میں آگے نہیں بڑھ سکے جناب مجھے اپنے ایک جاپانی گائیڈ کے الفاظ کبھی نہیں بھولتے ۔ مجھے ایک دفعہ جاپان جانے کا اتفاق ہوا اس گائیڈ نے دوسری جنگ عظیم میں جاپان کی تباہی کے تمام مناظر ہمیں دکھائے کسی ٹورسٹ نے ان سے پوچھا کہ ۴۰ سال پہلے جاپان اس قدر تباہ ہوجانے کے باوجود آج اسقدر عظیم جاپان کیسے دکھائی دے رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے ایک بہت ہی خوبصورت بات کہی کم ازکم وہ بات آج تک میرے ذہن پر نقش ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے اس تباہی کے بعد جاپان کو صرف ایک slogan دیا اور وہ slogan یہ تھا۔

"Adopt modern technology with Japanese spirit"

جاپانی جذبے کے ساتھ ہم نے جدید ٹیکنالوجی کو اختیار کیا اور ۴۰ سال کے اندر یہ اس کے نتائج ہیں تو جناب اس کے نتائج کو آپ نے بھی دیکھا ہے اور اس ہال کے اندر تشریف فرما بہت سے رفقاء نے بھی دیکھا ہے۔ پالیسی سازوں نے بھی دیکھا ہے لیکن پالیسی سازوں نے اس تمام

[Mir Hussain Bakhsh Bangalzai]

ترقی کو دیکھنے کے باوجود اپنی آنکھیں میچ لیں ان کو پاکستان ایک قوم کی حیثیت سے کبھی نظر نہیں آیا ان کو پاکستانی قوم کی یہ ضرورت کبھی بھی محسوس نہیں ہوئی کہ پاکستان کو ٹیکنالوجی کے اندر کتنا آگے بڑھنا چاہیئے اور پاکستان کو ٹیکنالوجی کے اندر اڈوانس کرنے کے لئے کیا منصوبے بنائے جانے چاہئیں یہ کبھی بھی انہوں نے نہیں سوچا ۔ چونکہ وقت بھی ہو رہا ہے لہذا میں ان الفاظ کے ساتھ حکومت کو آپ کی وساطت سے دو تین تجاویز پیش کرنا پسند کروں گا کہ خدا کے لئے آج کے بعد یہ سوچ لیجیئے کہ آپ سائنس ٹیکنالوجی کے ایڈوانس دور میں سانس لے رہے ہیں اور اس کو محسوس کرتے ہوئے اگر آپ نے اپنی آئندہ نسلوں کے لئے سائنس ڈیکنالوجی کے دروازے نہیں کھولے اگر آپ نے سائنس ڈیکنالوجی کے دروازے اسی طرح بند رکھے تو آپ کا کوئی مستقبل نہیں ہے لہذا درخشاں مستقبل کی تکمیل کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ جتنی باقی محکموں کو جتنی باقی ڈیپارٹمنٹ کو اہمیت دی جاتی ہے وہی اہمیت سائنس اور ٹیکنالوجی کو دی جائے اسی طریقے سے سائنس ٹیکنالوجی کے ایڈوانسمنٹ کے لئے جتنی بھی گرانٹ کی ضرورت ہے بے شک اپنے ریسورسز کے اندر اتنی گرانٹ دی جائے اور دنیا میں جو ممالک ٹیکنالوجی کے لحاظ سے ترقی یافتہ ہیں انڈسٹری اور ایگریکلچرل کے لحاظ سے ترقی یافتہ ہیں ان سے پورا پورا استفادہ کیا جانا چاہیئے اور پاکستان کے ان تمام ذہین نوجوانوں کو اس بات کا موقع مہیا کیا جانا چاہیئے کہ وہ سائنس ڈیکنالوجی کے اس دور کے اندر اپنا پورا پورا رول ادا کر سکیں اور پاکستان کی ضرورت کو پورا کر سکیں ۔ شکریہ !

جناب چیئرمین : شکریہ جناب پیر عباس شاہ صاحب!

سید عباس شاہ : شکریہ! جناب چیئرمین صاحب میں اپنے دوستوں کا مشکور ہوں کہ ملک کی سائنس و ٹیکنالوجی کی پالیسی پر آج اس ایوان کو موقع فراہم کیا کہ اس پر بحث کی جائے جو دلائل میرے دوستوں نے پیش کیے ہیں میں یہ کوشش کروں گا کہ ان کا اعادہ نہ کروں۔ ہر ملک کی ترقی کے معیار کا اندازہ اس کی سائنس و ٹیکنالوجی کی advancement اور اس کی پذیرائی پر منحصر ہوتا ہے یقینی بات ہے کہ پچھلے چالیس سال سے اس شعبے کو جو کہ ملک کی بنیاد ہوتا ہے جیسے کسی بلڈنگ کے لئے فاؤنڈیشن ہوتی ہے اسی پر آپ نے بلڈنگ کھڑی کرنی ہوتی ہے اس پالیسی کو تیار کرنے کا جو پروگرام ہوتا ہے وہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے بدقسمتی سے گذشتہ چالیس سال سے ملک پر جو حکومت قائم ہے وہ بیوروکریسی کی ہے اور بیوروکریسی میں آج تک سائنسدانوں کی نمائندگی negligible حد تک ہوئی ہے۔ آپ جس فورم پر دیکھیں کسی انجینئرنگ کے فورم پر، کسی ٹیکنالوجی کے فورم پر کسی میڈیکل فورم پر، ایجوکیشن فورم پر آپ دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ان شعبوں کو ہمیشہ یہی شکایت رہی ہے کہ اگرچہ ملک کے وہ اعضاء ہیں جو development کے لئے بنیادی ضرورت کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن انکو پالیسی making میں کبھی شامل نہیں کیا جاتا ہے۔ جناب والا! ملک کی سائنس و ٹیکنالوجی کی پالیسی عام طور پر بیوروکریٹس بناتے ہیں سائنس و ٹیکنالوجی کی جو ریکوائرمنٹس ہوتی ہیں جو ملک کی ترقی کے لئے بنیادی ستون کی حیثیت رکھتی ہیں ان کی importance کا ان کی

[Syed Abbas Shah]

اہمیت کا ان کو اندازہ نہیں ہوتا ہے میں یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ ملک میں resources کی availability کے موافق نہیں ہیں ۔ ان کو form کرنے اور develop کرنے کی ضرورت ہے ۔

اس وقت ہماری پروڈکشن منسٹری جو کہ a big giant ہے ۔ اس میں سیمنٹ ، فرٹیلائزر ، کیمیکلز کے پراجیکٹ شامل ہیں ، اور یہاں پر ان کا ایک Experts Advisory Cell بھی قائم ہے ۔ میں خود سمجھتا ہوں کہ ہمارے Agriculture جیسے ادارے اس فیلڈ میں ، ایک نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں ۔ اگر یہ اپنے ان شعبوں میں پیسہ لگانا چاہیں تو یہ بھی ان کے وسائل میں ممکن ہے ۔ لیکن ہم کسی ایسی حکومت کو جو چند سالوں کے لئے رہی ہو یا کوئی ایسی گورنمنٹ ہو جن کے پاس صرف وزارت کی کرسیاں تو ہوں اختیارات نہ ہوں ان کو ہم موردالزام نہیں ٹھہرا سکتے کیوں کہ یہ ایک Continuous Process ہے جیسے جاوید جبار صاحب نے کہا یہ ذمہ داری صرف بیوروکریٹس پر عائد ہوتی ہے جو کہ پالیسی میکرز ہوتے ہیں اور پالیسی پر عمل درآمد کرتے ہیں ۔

جناب والا ! میں اس موقع پر یہ Recommend کروں گا کہ ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس پالیسی میں اپنے Scientists اپنے Researcher اپنے Educationists شامل کریں ۔ تب ہی ہم اس معیار تک پہنچ سکتے ہیں جس کی ہمیں آج ضرورت ہے ۔ شکریہ !

جناب چیئرمین : جناب نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگزئی ۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ : آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

شکریہ جناب! سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت، خود قرآن میں موجود ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ اے جنوں اور انسانوں کے گروہو، اگر تم زمین و آسمان کے کناروں سے نکلنا چاہتے ہو تو نکل سکتے ہو مگر بغیر طاقت اور ٹیکنالوجی کے نہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے لوہا بنایا ہے جس میں طاقت ہے اور میں دیکھوں گا کہ کون اس سے فائدہ اٹھاتا ہے

جناب والا! سائنس اور ٹیکنالوجی ہماری ضرورت ہے۔ ہماری بقا کے لئے ضروری ہے۔ اگر ہم نے دنیا میں زندہ رہنا ہے، اور ہم نے اپنے ڈیفنس کو مضبوط بنانا ہے تو پھر جدید سائنس اور ٹیکنالوجی حاصل کرنا ضروری ہے اگر ہم نے خوراک زیادہ پیدا کرنی ہے اور آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ مزید وسائل مہیا کرنے ہیں تو ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے، اگر Administration کو چلانا ہے تو بھی یہاں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ضرورت پڑتی ہے کیوں کہ آجکل ایڈمنسٹریشن بھی ایک سائنس ہے۔ جب تک ایڈمنسٹریشن چلانے والے آدمی میں یہ صلاحیتیں نہ ہوں وہ Administration نہیں چلا سکتا۔

جناب والا! ہمیں یہ ایک اسلامی فرض سمجھ کر سوچنا چاہیئے کہ ہمیں یہ سب کچھ کیسے کرنا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی ہمارے نصاب کا ایک حصہ ہونا چاہیئے اور یہ نصاب ایسا ہو کہ ہر بچہ اپنے قدرتی رجحان کے مطابق یہ مضمون پڑھے۔ چاہے یہ الیکٹرانکس کا مضمون لے، فزیکس کا لے، یا میکینیکل کے کسی شعبے کا مضمون لے میں نے تعلیم کے بارے پہلے بھی کافی لکھا ہوا ہے، میں صرف اسے مختصراً بیان کرتا ہوں کہ تعلیم میں صرف تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ آپ مسلمان ہیں، اس لئے

[Nawabzada Jehangir Shah]

آپ کم ازکم پہلے قرآن پاک کو سمجھیں اور دین کو سمجھیں ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ آپ روزی کمانے کے لئے کوئی ہنر سیکھیں ۔ کوئی ٹیکنالوجی سیکھیں ہم ایم اے، بی اے ، پاس کر کے کیا کرتے ہیں ۔ صرف چند ایک سی ایس ایس کے امتحان میں بیٹھتے ہیں اور باقی جو ہیں وہ گلی کوچوں میں جاکر گالیاں دیتے ہیں ۔ اس سے کوئی قوم کا اخلاق نہیں بنتا ہے ۔ ہمارے پاس کمانے کے لئے کوئی ہنر نہیں ہے ، ایسا نہیں ہونا چاہیئے ، ہمیں تو طالب علموں کو ایسے تیار کرنا چاہیئے کہ جب وہ سکول سے نکلیں تو وہ تیار مال ہوں جس کی اس ملک میں کھپت ہو۔تیسری چیز یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان ہم پر جہاد فرض ہے ۔ ہمیں فوجی تعلیم دی جائے ، ہمارے لئے Mercenary فوج کی ضرورت نہیں ہے ۔ جہاد فرض کفایہ نہیں ہے ، فرض عین ہے ، ہندو سے یا کافر سے ہم جزیہ لینے ، وہ اس جہاد سے مستثنیٰ ہیں لیکن مسلمان پر یہ فرض ہے ۔ ان تینوں کو بالکل نصاب میں لانا چاہیئے اس کے لئے یونیورسٹیز میں زیادہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کھولے جائیں تاکہ یہ ملک ترقی کر سکے اور اسی طرح ہی یہ ملک ترقی کر سکتا ہے ۔ بچپن سے ہی جب ایک بچے کو اس کے رجحان کے مطابق تعلیم دیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ ملک کتنی جلدی ترقی کرتا ہے ، بس اتنی سی بات ہے ۔ مضمون تو بہت بڑا ہے لیکن میں اتنی ہی گذارش کروں گا ۔ شکریہ !

جناب چیئرمین : بہت شکریہ ۔ جناب سرتاج عزیز صاحب ۔

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, on behalf of the Government I would like to thank Senator, Mr. Javed Jabbar for initiating discussion on such an

important subject and making such a large number of useful suggestions. I would also like to thank other distinguished Senators for their constructive contribution to this debate and I would like to assure them that I would personally convey all the suggestions and proposals to the Ministry concerned and I am sure that they will take these into account in pursuing this important subject. As far as the subject itself is concerned nobody can question or debate the paramount importance of science and technology for national development and in fact for national security.

There is no doubt that the diagnosis which this debate underlines is that the present system is small in size and it suffers from major structural deficiencies in respect of manpower and institutional infrastructure. It lacks effective inter-action with the productive sector of the economy and the total scale of the effort both qualitatively and quantitatively is not adequate to our needs and the future requirements of the national economy. But as Senator, Javed Jabbar himself pointed out in March, 1984 a major step in removing these deficiencies was taken in adoption of a National Science and Technology Policy and an Action Plan. This policy not only carried the consensus of all the Federal and Provincial institutions but also of the scientific community. The policy package that has been adopted comprises recommendations relating to organization and structure of science and technology, university research, technology development, scientific and technical manpower, service conditions, incentives for scientific and technical manpower, promotion in science and technology in society, international liaison and financing of the system. The objectives are laid down and are fairly comprehensive. I will only very briefly mention the action that has been taken in the last three or four years in implementing this policy and the Action Plan. A National Science Council has been reconstituted and renamed Pakistan Council of Science and Technology. Appropriate Technology Development Organization has been re-organized as Pakistan Council for Appropriate Technologies. In accordance with these recommendations Research Councils have been given autonomous character and the research is being undertaken by the Councils in accordance with their charters. The following Research Institutions have been established already as indicated in the policy and some of them are in the very stages of establishment :

1. National Institute of Building Research ;
2. National Institute of Bio-Technology and Genetic Engineering.
3. National Institute of Power.
4. National Institute of Water Logging and Salinity Research.
5. National Institute of Electronics.
6. National Institute of Silicon Technology.
7. National Institute of Oceanography.
8. National Institute of Clinical Research.
9. National Institute of Medicinal Botanics.
10. National Institute of Technology Transfer.
11. National Institute of Desert Study.

[Mr. Sartaj Aziz]

The second important requirement after this infrastructure is the scientific manpower. There the manpower development programme is being implemented by sending four hundred Ph. Ds. in high technical selected areas every year. Thirty one batch programmes have been chalked out to meet the immediate requirements of the institutions and inbuilt training programme. Research allowance and Ph. D. allowance one thousand rupees per month, has already been granted. Newspaper are publishing issues and the dissemination of the importance of science and technology is being accelerated. An Inter-ministerial Committee chaired by the Minister of Finance has been constituted and it has met more than twice to achieve optimum import substitution. A research fund of ten crore rupees has been started this year to fund high priority projects. Finally Provinces have been requested to establish S & T Departments. The PC-1 for this is currently under preparation. In the field of Agriculture Research, the national system under the Pakistan Agricultural Research Council has already been completed this year under the World Bank assistance and a Phase-II of this project is being launched from next year whose main aim is to establish similar Provincial Research Councils with autonomy and greater resources, financial and manpower to be able to undertake their programmes.

The third major element is financial resources. There is not doubt that they are inadequate but in the Fifth Five-year Plan the total amount spent in science and technology was only 1.8 billion (Rs.). In the Sixth Five-year Plan, the amount spent was 50% larger which was about 2.7 billion. The allocation for the Seventh Five-year Plan is almost twice as large the amount spent in the Sixth Plan which was more than 5 billion. So, as compared to the Fifth Five-year plan it is three times. The total amount is no doubt much smaller than is required but the three elements; the institutional infrastructure, the manpower development and resources have to go together and in terms of what is required some progress is being made. Although each of these measures by itself is not dramatic but taking together some progress is being made in various elements and there are a large number of individual institutions, individual scientists who have done good work. For example, in cotton alone, the research work which has been done in the last 8 or 10 years has produced a virtual breakthrough in cotton production and in the last three years the increase in the cotton production alone is of significant amount and without this improvement our exports, employment, industrial growth and fiscal situation would have been much worse. There are similar breakthroughs which are taking place in the computer fields. With the liberal imports of computers in the last three years, the computer technology particularly in the private sector is gaining momentum. I also fully agree with the points made by Prof. Khurshid that without a major upgrading of the educational structure in favour of science and technology by the introduction of Science and Mathematics and the role of private industry and the overall improvement in the climate under which Scientists operate the objectives will not be achieved. But I hope, the priority which the Seventh Five-year Plan has given to science and technology and the infrastructure which in any case takes time now in place and with the role of the private industry, I hope, that in the next five years the progress that will be made in this area would be greater than we have achieved in the Sixth Five-year Plan and the paramount importance which this sector deserves would receive greater political support and resources and I am sure that this debate itself would contribute to the mobilization of that political will which is critical

in achieving these objectives. With these words, I would again like to thank the Senators for their contributions and constructive suggestions which I am sure, will receive full consideration in this field.

Thank you, Sir.

Mr. Chairman : Thank you very much.

Being quite late in the day, I think, we will have to stop here and if you agree in that case, I will adjourn the House to meet again on Tuesday, the 19th July, 1988, at 10.00 a.m. The House is adjourned.

(The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Tuesday, the 19th July, 1988).

PCPPK–Litho/2101/88-89/Senate –7-5-92–300 Books.